عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

فروری 2007ء

جلد ۳۹/۱۱ شمارہ ۱

- سعودی عرب میں 100 سے زائد قادیانیوں کی گرفتاری
- صدام حسین کی پھانسی اور ہماری ذمہ داری
- تحریک اتحاد بین المذاہب... اسلام کے آئینے میں
- قادیانیت کا مکروہ چہرہ
- مکران ڈویژن پر عیسائیت کی یلغار اور این جی اوز کا کردار

www.khatm-e-nubuwwat.com

E-mail: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرۃ مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجۂ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرۃ مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرۃ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ

حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہؒ

حضرت مولانا عبد الرحمٰن میانویؒ

حضرۃ مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

حضرۃ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحبؒ

صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ بلشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ صاحب

کمپوزنگ: حافظ یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن

مولانا قاضی احسان احمد

مولانا محمد طیب فاروقی

مولانا محمد قاسم رحمانی

چوہدری محمد اقبال

مولانا عبد الستار توحیدی

مولانا محمد حسین ناصر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حافظ محمد یوسف عثمانی

حافظ محمد ثاقب

مولانا فقیر اللہ اختر

مولانا محمد نذر عثمانی

مولانا غلام حسین

مولانا محمد اسحاق ساقی

مولانا غلام مصطفیٰ

مولانا محمد علی صدیقی

مولانا عبد الحکیم نعمانی

مولانا عبد الرزاق

رابطہ

دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲

فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر صاحبزادہ عزیز احمد **مطبع** تشکیل زپرنٹرز **مقام اشاعت** جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

سعودی عرب میں سو سے زائد قادیانی گرفتار — حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب — 3

صدام حسین کی پھانسی اور ہماری ذمہ داری — 9

مقالات ومضامین!

سیرت سیدنا فاروق اعظمؓ — حضرت مولانا قاری عبدالعزیز — 11

تحریک اتحاد بین المذاہب اسلام کے آئینے میں — حضرت مولانا محمد صدیق صاحب — 16

شمع نبوت کے پروانے — جناب سید محمد حسنی صاحب — 27

الا اللہ... — حضرت مولانا محب الحق صاحب — 29

حضرت مولانا محمد یعقوب چنیوٹی بھی چل بسے — حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب — 35

ردقادیانیت!

قادیانیت کا مکروہ چہرہ — حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری — 37

مرزائی عذاب الٰہی میں — حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب — 45

مکران ڈویژن پر عیسائیت کی یلغار — حضرت مولانا مفتی احتشام الحق صاحب — 46

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں — ادارہ — 55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

سعودی عرب میں ۱۰۰ سے زائد قادیانیوں کی گرفتاری!

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

۱۸ رذی الحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹ رجنوری ۲۰۰۷ روزنامہ اسلام کراچی کی خبر ذیل میں ملاحظہ ہو:

''سعودی حکومت نے ایک سو سے زائد قادیانیوں کو جدہ اور دیگر مقامات سے گرفتار کیا ہے۔ یہ قادیانی سعودی عرب کے مختلف شہروں میں غیر قانونی طور پر مقیم تھے اور بعض برطانیہ سے خود کو مسلمان ظاہر کر کے حج کے لئے آئے تھے۔ گرفتار شدگان میں زیادہ کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ ایک پاکستانی اور ایک شامی ہے۔ ان میں انصار اللہ کا ملک فاضل نامی اہم قادیانی رہنما بھی ہے۔ ذرائع کے مطابق جدہ میں قادیانیوں نے اپنا خفیہ مرکز بھی بنایا ہوا تھا۔ جس کو سیل کر دیا گیا ہے اور سعودی حکومت نے تمام ریکارڈ ضبط کر لئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق گرفتار شدگان میں بعض بچوں سمیت قیام پذیر تھے۔ سعودی حکومت نے گرفتار کر کے مردوں کو جیل بھیج دیا ہے اور ان کے خاندان کو ملک بدری کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔''

اسلامیان وطن کو یاد ہوگا کہ جب پرویز حکومت نے مشین ریڈایبل پاسپورٹ بناتے وقت پاکستانی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کر دیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے تحریک چلائی تمام دینی جماعتوں کو ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا۔ حق تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال ہوگیا۔

اس تحریک کے دوران میں ایسا موقعہ آیا کہ حکومت نے اس معاملہ پر حتمی رپورٹ کے لئے وفاقی وزیر دفاع جناب راؤ سکندر اقبال کی سربراہی میں چھ رکنی (شش جہتی) وزارتی کمیٹی بنائی۔ کمیٹی کے سربراہ اور اراکین کو مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا تحریری مؤقف ڈاک کے ذریعہ اور پھر مقامی علماء کے ذریعہ فرداً فرداً ملاقاتیں کر کے پہنچایا۔ جناب راؤ سکندر اقبال سے جمعیت علماء اسلام کے رہنماء حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی کی قیادت میں مقامی تمام دینی قیادت نے ان کی رہائش گاہ میں ملاقات کی۔ اس دوران میں قادیانی جماعت چناب نگر کے شمیم احمد قادیانی (ستارہ امتیاز ملٹری) نے اپنا تحریری نقطۂ نظر بھجوایا۔ اس کی ہمیں بھی اپنے ذرائع سے کاپی مل گئی۔ اس میں قادیانی جماعت نے مؤقف اختیار کیا کہ:

''امریکہ، جرمنی، برطانیہ، مغربی افریقی ممالک اور بھارت وغیرہ سے ہر سال حج وعمرہ پر ہمارے (قادیانیوں کی) بہت بڑی تعداد حرمین شریفین جاتی ہے۔''

اس قادیانی خط کو بنیاد بنا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اس وقت کے سعودی فرمانروا جناب شاہ فہد بن عبدالعزیز کو تحریری طور پر درخواست بھیجی کہ آپ حج وعمرہ کے لئے اپنے دنیا بھر کے سفارت خانوں کو ایک حلف نامہ مرتب شدہ جاری کریں۔ وہ تحریری حلف نامہ حج وعمرہ کے لئے درخواست دہندہ سے پر کرائے بغیر وہ حج وعمرہ کا ویزہ جاری نہ کریں۔ اس حلف نامہ میں ختم نبوت کا اقرار اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب ودجال وکافر ہونے پر حلف لیا جائے۔ تاکہ دنیا بھر سے کوئی قادیانی حرمین شریفین نہ جاسکے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم ناظم اعلیٰ جمیعت علماء برطانیہ حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل رشیدی نے برطانیہ میں رابطہ عالم اسلامی کے ذمہ داران سے اور خود سعودی وزارت داخلہ سے بھی بات چلائی۔ رابطہ عالم اسلامی کا مکہ مکرمہ میں اجلاس طے پایا۔ اس میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آنا تھا کہ جناب شاہ فہد کا انتقال ہوگیا۔ اس کے باعث رابطہ کا اجلاس نہ ہوسکا اور مسئلہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔

جناب شاہ فہد مرحوم کے بعد سعودی عرب کے سربراہ جناب شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز مقرر ہوئے تو مجلس تحفظ ختم نبوت نے جن گیارہ حضرات کو خطوط بھجوائے ان کے پتہ جات ونام یہ ہیں:

۱..... خادم الحرمین الشریفین الملك عبدالله بن عبدالعزیز آل السعود ملك المملكة العربية السعودية الرياض المكتب الخاص۔

۲..... صاحب السموالملكی الامیرسلطان بن عبدالعزیز آل السعود ولی العهد ووزیرالدفاع والطیران والمفتش العام الریاض المکتب الخاص المملكة العربيه السعودية۔

۳..... صاحب السموالملكی الامیرسعود الفیصل وزیرالخارجیة الریاض المکتب الخاص المملكة العربية السعودية۔

٤..... صاحب السمو الملكی الامیرنایف بن عبدالعزیز آل السعود وزیر الداخلیة الریاض المکتب الخاص المملكة العربيه السعودية۔

۵..... معالی الشیخ صالح الحصین رئیس شؤون المسجد الحرام والمسجد النبوی الشریف مكة المكرمة المملكة العربية السعودية۔

٦..... معالی الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ مفتی عام المملکه ووزیر الشؤون الاسلامية الریاض المکتب الخاص المملكة العربية السعودية۔

۷..... معالی الشیخ علی بن عبدالرحمن الحذیفی امام وخطیب المسجد النبوی الشریف المدينة المنوره المملكة العربية السعودية۔

۸...... معالی الشیخ عبدالله السبیل امام وخطیب المسجد الحرام المکة المکرمة المملکة العربیة السعودیة۔

۹...... معالی الدکتور عبدالله بن عبدالمحسن الترکی الامین العام لرابطة العالمی الاسلامی المکة المکرمة المملکة العربیة السعودیة۔

۱۰...... فضیلة الشیخ محمدبن ناصر العبودی المساعد للامین العام لرابطة العالم الاسلامی مکتب رابطة العالم الاسلامی المکة المکرمة المملکة العربیة السعودیة۔

۱۱...... معالی سفیر المملکة العربیة السعودیة المبعوث الی اسلام آباد باکستان۔

ان تمام حضرات کو عربی میں جو خطوط بھجوائے ان کا متن یہ ہے:

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ...... وبعد!

فجلالتکم علی علم أن المتنبی "المیرزا غلام احمد قادیانی" ادعی النبوة بالهند فی أوائل ۱۹۰۰ المیلادیة وحرف فی الکتاب والسنة وسخر بالأنبیاء علیهم السلام وکان عمیلا للاستعمار وأعداء الاسلام۔ ثم ان العالم الاسلامی یستنکر ویحتج علی أعمال اسرائیل الوحشیة من القتل والتدمیر' بینما هؤلاء القادیانیون الذین یسمّون أنفسهم "بالأحمدیین" لهم مرکز موجود فی اسرائیل هکذا أصبحت هذه الشرذمة القلیلة ربیبة الصهیونیة والغرب۔

ان علماء الهند وباکستان قاموا ضد هذه الفتنة منذ نشأتها وأفتوا بکفر هذا المتنبی وأتباعه' وکشفوا کفرهم أمام الأمة الاسلامیة' وطالبوا الحکومة الباکستانیة باعتبارهم أقلیة غیر اسلامیة کالیهود والنصاری والهندوس' فأصدر البرلمان الباکستانی قراراً بالاجماع باعتبارهم أقلیة غیراسلامیة فی دستور باکستان سنة ۱۹۷٤۔ کما أن المحاکم القانونیة فی باکستان أصدرت حکما بکفرهم أیضا۔

ان رابطة العالم الاسلامی بمکة المکرمة لها جهود مشکورة فی اصدار القرار باعتبار القادیانیة أقلیة غیر اسلامیة فی دستور باکستان وانها قد أدّت فرض الکفایة عن الأمة الاسلامیة' ومهما قدمنا الشکر والتقدیر الی المملکة العربیة السعودیة علی خدمات جلالة الملک فیصل الشهید رحمه الله تعالی فی هذا الصدر لانوفی حقه۔

ان القادیانیین غیر مسلمین لذلک منعتهم المملکة عن الدخول فی حدود الحرمین الشریفین وببرکة جهود علماء باکستان والأحزاب الدینیة السیاسیة أضیف بندالدیانة فی جواز السفر الباکستانی منذ أکثر من ۲٥ عاماً ولکن بمؤامرة قادیانیة فی الحکومة الموجوده

أزيل بند الديانة من جواز السفر الباكستاني' فقام العلماء والأحزاب السياسية الدينية بالاستنكار وصارت مظاهرات من الشعب المسلم طالبوا الحكومة بأعادة هذا البند الى جواز السفر' فاضطرت الحكومة الى اعادة بند الديانة الى جواز السفر.

ومما يعجبنا أن بعض القاديانيين من خارج باكستان مع حظر المملكة العربية السعودية غير المسلمين الى دخول الحرمين الشريفين. يدخلون الحرمين الشريفين معتمدين على الكذب والزور' كما صرح به أحد الضباط القاديانى المتقاعد. فالقاديانى الباكستانى لأجل بند الديانة فى الجواز لايحصل على تاشيرة الحج والعمرة' اذاً لايمكنه الدخول الى الحرمين الشريفين. ولكن القاديانيين الذين يقيمون خارج باكستان ويحملون الجنسيات الأخرى الأوروبية والأمريكية والأفريقة فهم يحصلون على تأشيرة الحج والعمرة من السفارات السعودية فى تلك البلاد ويدخلون الحرمين الشريفين لأن أسماء هم كأسماء المسلمين.

فالرجاء من حكومة خادم الحرمين الشريفين أن تتأكدمن منع دخول القاديانيين الى حدود الحرمين الشريفين' وخيروسيلة لمنعهم أن تضيف بنداً فى استمارة الحج والعمرة يحلف فيها المتقدم أنه يؤمن بمحمد صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين' ويكفر كل من يدعى النبوة بعد النبي صلى الله عليه وسلم' خصوصاً المتنبى القاديانى الميرزا غلام احمد ومن المعلوم أن اتباع القاديانى لايوقّعون على هذه الاستعمارة فيمنعون عن منع التأشيرة. فلايدخلون الحرمين الشريفين.

ان اهتمام المملكة بهذه القضية فيه الحفاظ على عقيده ختم النبوة من ناحية' وكشف كفر المتنبى الميرزا غلام احمد القاديانى أمام المسلمين من ناحية أخرى' وينسدالباب قانونيا أمام القاديانيين عن دخول الحرمين الشريفين.

فالرجاء من حكومة خادم الحرمين الشريفين قبول هذا الطلب تستحقون به كل تقدير واكرام من المسلمين فى العالم الاسلامى ودعواتهم. ودمتم لخدمة الاسلام والمسلمين.

والسلام.

خان محمد عفى عنه

رئيس مجلس تحفظ ختم النبوة العالمي

المكتب الرئيسى ملتان' باكستان.

اس کا ترجمہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

بخدمت جناب.......................................صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے اوائل 1900ء میں جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا۔ قرآن وسنت میں تحریف کا مرتکب ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کی اس نے تضحیک وتحقیر کی۔ غیر ملکی اسلام دشمن طاقتوں کا یہ آلہ کار تھا اور جبکہ پوری دنیائے اسلام اسرائیل کی چیرہ دستیوں پر نوحہ کناں ہے اس جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار قادیانی گروپ والاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں ان کا مرکز اسرائیل میں بھی قائم ہے اور یوں یہ گروہ صیہونیت ومغربیت کا پروردہ ہے۔ برصغیر کے علمائے کرام کی کوششوں سے قادیانیوں کا کفر پوری دنیا پر واضح ہوا۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے' پارلیمنٹ کا فیصلہ اس پر شاہد وناطق ہے۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے عالم اسلام کے ممتاز دینی ادارہ رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرمہ کی جدوجہد پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ہے۔ جلالۃ الملک شاہ فیصل مرحوم کی گرانقدر سنہری خدمات پر سعودی عرب کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں۔ سعودی حکومت نے ان کے حدود حرمین میں داخلہ پر پابندی عائد کی۔ پاکستان کے علمائے کرام اور دینی جماعتوں کی جدوجہد سے پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا گیا۔ اب حال ہی میں پھر قادیانیوں نے پاکستان میں سازش کر کے پاکستانی پاسپورٹ سے خانہ مذہب حذف کرایا جو اب علمائے اسلام کی کوششوں سے بحال ہوگیا ہے۔

جن دنوں پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے بات چیت چل رہی تھی تو حکومت پاکستان نے چھ رکنی وزارتی کمیٹی قائم کی جس نے علمائے اسلام کا موقف سن کر پاسپورٹ میں مذہب کے متعلق سفارش کرنی تھی۔ اس موقع پر قادیانی جماعت کی طرف سے ایک سابق فوجی قادیانی شمیم احمد خالد نے ایک خط اردو میں کمیٹی کے سربراہ کو ارسال کیا۔ وہ ملف ہذا ہے:

ہمیں یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ سعودی حکومت کی غیر مسلموں کے لئے حدود حرمین میں پابندی کے باوجود پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک جیسے افریقہ' امریکہ اور یورپ کے قادیانی حج پر جاتے ہیں۔ قادیانی گروہ غیر مسلم ہونے کے باوجود حرمین شریفین میں داخلہ کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ پاکستانی پاسپورٹ میں خانہ مذہب اور پاسپورٹ کے فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ ہونے کے باعث ان کے لئے حرمین شریفین میں جانا ممکن نہیں رہا۔ البتہ دوسرے ممالک سے قادیانی حج وعمرہ کا سعودی ویزے لے کر حرم شریف جاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی کے خط سے ظاہر ہے۔

تو آپ سے استدعا ہے کہ:

سعودی حکومت ان کے حدود حرمین شریفین میں داخلہ کے روکنے کے عمل کو یقینی بنائے۔ مناسب ہوگا کہ حج وعمرہ کے ویزا کے حصول کے لئے سعودی حکومت جو فارم مہیا کرتی ہے اس میں ایک حلف نامہ لازمی طور پر شامل کیا جائے۔ جس میں ختم نبوت کا اقرار اور جھوٹے نبیوں بالخصوص مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا واضح ذکر ہو اور ہر وہ شخص جو حج وعمرہ کے ویزا کے حصول کا خواہش مند ہو وہ اسے پر کرے۔ اب ظاہر ہے کہ قادیانی اپنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کریں گے۔ تو یوں ان کے حدود حرمین میں داخلہ کی روک ہو جائے گی۔ اس حلف نامہ کے بغیر کسی کو حج وعمرہ کا ویزا نہ دیا جائے۔

آپ کی اس معمولی کاوش سے جہاں رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ ہوگا وہاں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر تمام مسلمانوں پر واضح ہوگا اور حدود حرمین شریفین میں ان کا آئینی وقانونی طور پر داخلہ بند ہو جائے گا اور سعودی حکومت کے قانون پر عمل درآمد یقینی ہو جائے گا۔

امید ہے کہ اس کے لئے فوری اقدام کر کے عالم اسلام کے مسلمانوں کو قادیانیوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ فرمائیں گے۔

والسلام!

خان محمد عفی عنہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر مرکزیہ ملتان پاکستان

یہ خط دارالعلوم دیوبند، ندوہ، لکھنؤ، بنگلہ دیش، جمعیت علماء برطانیہ، وفاق المدارس پاکستان، دنیا کی دیگر اسلامی تنظیمات کو بھی بھجوائے گئے کہ آپ اپنی اپنی طرف سے سعودی گورنمنٹ سے مطالبہ کریں کہ وہ دنیا بھر کے حج وعمرہ کے عازمین کو ویزا جاری کرنے سے قبل ختم نبوت پر ایمان اور منکر ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر دستخط کرائے بغیر ویزا جاری نہ کریں۔ چنانچہ دنیا بھر سے یہ مطالبہ ہوا۔ حضرت مولانا محمد مکی، حضرت مولانا سعید عنایت اللہ مکی، حضرت مولانا ملک عبدالحفیظ مکی اور ان کے گرامی قدر رفقاء سے ملاقاتیں کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے متذکرہ بالا محضر نامہ دیا اور تفصیل عرض کی۔ ان حضرت نے رابطہ کے حضرات سے ملاقاتیں کیں۔

آج ۹ رجنوری ۲۰۰۷ء کی خبر آپ نے پڑھی کہ ہمارے خدشات صحیح تھے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اس اپریشن سے قادیانیوں کا خفیہ نیٹ ورک مکمل طور پر سعودیہ میں بند ہوگا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو تجویز دی تھی وہ اس مسئلہ کا دائمی حل ہے۔ جب تک حلف نامہ پر کرنے سے حج وعمرہ کے ویزا کا اجراء مشروط نہیں ہوگا۔ یہ بلی چوہے کا کھیل جاری رہے گا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ حکومت سعودیہ اس کا فوری اعلان کرے۔ ورنہ قادیانیوں پر حرمین شریفین کے داخلہ کی پابندی تو جناب شاہ فیصل مرحوم کے دور سے موجود ہے۔ لیکن قادیانی اپنی چوری سینہ زوری سے باز نہ آئیں گے۔ اگر یہ پہلے کرلیا جاتا تو امت کی یہ پریشانی دور ہو جاتی، ورنہ پھر چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی والا معاملہ ہوگا۔

جناب صدام حسین کی پھانسی اور ہماری ذمہ داری!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

عراق میں عیدالاضحی (۱۴۲۷ھ) کے دن صبح نماز فجر کے وقت صدام حسین کو پھانسی دے دی گئی۔

جناب صدام حسین کی زندگی بہت ہی ہنگامہ خیز تھی۔ وہ ایک جرأت منداور بہادر انسان تھے۔ جرأت منداور بہادر انسان کو اقتدار مل جائے تو بے پناہ ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے شخص پر اگر تقویٰ کی چھاپ ہو تو وہ اقتدار میں پھل لگی شاخ کی طرح جھک جاتا ہے۔ اگر تقویٰ سے خالی ہو تو اس کی اکڑفوں میں اس حد تک اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا۔ صدام حسین نے اپنے عہد اقتدار میں بہت سارے ایسے اقدامات کئے۔ جس پر کسی طرح صاد کرنے کی ذمہ داری کوئی عقلمند اپنے سر لینے کے لئے تیار نہیں۔

امریکہ کی شہ پر اس نے اپنے ہمسایہ ملک ایران پر یلغار کی۔ تب امریکہ اور سعودیہ اس کی پشت پر تھے۔ امریکہ کا لے پالک اسرائیل اس وقت ایران کی امداد پر تھا۔ یہ اب کوئی راز نہیں رہا۔

ایک معمولی شدھ بدھ والا شخص سمجھ سکتا ہے کہ امریکہ، اسرائیل مل کر ایران، عراق دونوں کو نتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ ان دنوں اسرائیل نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر عراق کا جوہری ری ایکٹر تباہ کر دیا۔ ستر ہ لاکھ انسان ایران وعراق میں اس جنگ کے دوران ہلاک ہوئے۔ امریکہ نے ان دو ملکوں کو لڑا کر خود عراق کا اور اسرائیل کو ایران کا حامی بنا کر انسانیت کی بہت بڑی تعداد کو تہہ خاک کر دیا۔ نہایت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ تب عراقی صدر صدام حسین امریکی چال کو نہ سمجھ پائے۔ اس دوران عراق ۷۰ ارب ڈالر کا مقروض ہو گیا۔ ۳۵ ارب ڈالر صرف کویت کے اس کے ذمہ واجب الاداء تھے۔ عراق نے کویت سے مطالبہ کیا کہ میرا قرضہ معاف کرو۔ کویت نے انکار کیا۔ اب یہ کوئی راز نہیں رہا کہ عراق کے مطالبہ اور کویت کے انکار کے پیچھے بھی امریکی ہاتھ کارفرما تھا۔ عراق نے کویت پر حملہ کیا امریکہ نے کویت بچانے کے بہانے کویت اور سعودیہ میں فوجیں اتار دیں۔ جو آج بھی موجود ہیں اور نہ معلوم کب تک رہیں گی۔ اس تمام فوج کے اخراجات آج بھی کویت اور سعودیہ کے خزانہ سے امریکہ وصول کر رہا ہے۔

ان جنگوں نے ایران، عراق، کویت، سعودیہ کو مالی اعتبار سے جس طرح سجدہ ریز کیا وہ سب دنیا کے سامنے ہے۔ عراق، کویت قضیہ سے امریکہ، صدام تنازعہ شروع ہوا۔ صدام حسین اپنی بے پناہ جرأت و بہادری کے باعث امریکہ کے سامنے ڈٹ گئے۔ افغانستان میں امریکی جارحیت کے بعد عراق کی باری آئی۔ افغانستان میں لاکھوں مسلمانوں کے قتل کے بعد عراق میں امریکہ نے لاکھوں کا قتل ناحق کیا جو اب بھی جاری ہے۔ صدام حسین کی پھانسی کے بعد بھی نامعلوم کب تک عراقی عوام کا قتل عام جاری رہے گا۔

پاکستان میں عراق، ایران تنازعہ کے دوران میں شیعہ، سنی کشیدگی کو عروج ملا۔ آج یہ کوئی راز نہیں رہا کہ اس کشیدگی میں امریکی مفادات کارفرما تھے۔ سعودی عرب کو ایران کی مخالفت میں عراق کی پشت پر کھڑا کیا گیا۔ پھر کویت تناظر میں ان دونوں (عراق، سعودیہ) کو باہم دگر مقابلہ پر لا کھڑا کیا گیا۔

دونوں مواقع پر یہی کردار پاکستان کی سرزمین سے دہرایا گیا کہ ایران، عراق جنگ کے دوران میں شیعہ، سنی لڑائی پاکستان میں ایسے ہوئی کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ عراق، کویت جنگ کے دوران میں پاکستان میں شیعہ، سنی بھائی بھائی کے نعرے گونجنے لگے۔ شاہی مسجد لاہور پہلے شیعہ کے خلاف فتویٰ لینے کے لئے صف اوّل میں تھی۔ تو اب اس مسجد میں مل کر صف اوّل میں شیعہ، سنی رہنماؤں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایران، عراق تنازعہ کے وقت پاکستان میں ایک جرنیل کی حکومت تھی۔ ان کے عہد اقتدار میں شیعہ، سنی تنازعہ کی پشت پناہی کی گئی۔ آج بھی ایک جرنیل کی حکومت میں شیعہ، سنی لڑائی کے بہادروں پر پابندی کے نظارے دیکھے جارہے ہیں۔

صدام حسین کے دور میں عراق میں ہزاروں قتل ہوئے۔ لیکن اس پر مقدمہ قائم کرنے کے لئے ایسے واقعہ کا انتخاب کیا گیا جس میں شیعہ، سنی لڑائی کو ایشو کے طور پر استعمال کرنے کے کارڈ کو سامنے رکھا گیا۔ مقدمہ میں قانونی تقاضے پورے ہوئے؟۔ بین الاقوامی ماہرین قانون اس کی یکسر نفی کرتے ہیں۔ عید کے روز اسلامی ممالک اور کرسمس کے دنوں مغربی ممالک میں پھانسی نہیں دی جاتی۔ اس قانون کو توڑا گیا۔ صدام حسین کے ساتھ پھانسی کے وقت استہزاء روا رکھا گیا۔ جن لوگوں سے پھانسی سے قبل بھنگڑا ڈلوایا گیا۔ ان سب امور کو شیعہ، سنی تناظر سے دیکھا جائے تو ڈر لگتا ہے کہ ایک بار پھر عراق میں شیعہ، سنی تنازعہ کو آگ دیکھائی جارہی ہے۔ اس کے اثرات ہمارے ملک میں نمودار ہونے لگے تو رہی سہی عزت سادات بھی جائے گی۔ صدام حسین بہادر انسان تھا۔ بہادروں کی طرح جان دی۔ وہ مظلومیت کی موت سے ہمکنار ہوئے۔ ان کی پھانسی پر مشرق و مغرب چلا اٹھا ہے۔

صدام حسین کی پھانسی کے فوراً بعد کراچی اور پشاور میں یکے بعد دیگرے معمولی وقفہ سے دو شیعہ رہنماؤں کو قتل کیا گیا۔ حکومت تاحال ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کر پائی۔ یہ خاموشی معنی خیز ہے۔ اسلامیان وطن، رہنمایان قوم اور حکمرانوں سے درخواست ہے کہ خدارا پاکستان کی سرزمین کو پھر دھکتی آگ (شیعہ، سنی لڑائی) میں نہ جھونکا جائے۔ آج ۶ رجنوری کو اخبارات میں بھی ہمارے سنی رہنماؤں کا بیان چھپا ہے کہ عراق میں سنیوں کا قتل عام بند کیا جائے۔ شیعہ، سنی پاکستانی رہنماؤں سے بہت ہی ادب کے ساتھ درخواست ہے کہ امریکہ بہادر یہ سب کچھ کرارہا ہے۔ اسے شیعہ، سنی کی تفریق کو ایک بار اجاگر کرنے کے لئے جیالوں کی ضرورت ہے۔ عراق کے کھیل کو پاکستان میں درآمد کرنے کے لئے میدان لگانا اسے پھر مطلوب ہے۔ مجلس عمل اور حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس چال کو سمجھیں۔ حکومت کی اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں آج کے جرنیل سابقہ جرنیل کی پالیسی اپنانے پر مجبور ہوگئے تو کیا ہوگا؟۔ خدا کرے ایسا نہ ہو۔ خدا کے لئے ایسا نہ ہونے دیا جائے۔

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب!

قسط اوّل

سیرت سیدنا فاروق اعظمؓ!

حضرت مولانا قاری عبدالعزیز

یوں تو دنیا میں مناقب ومفاخر اور اوصاف وکمالات کے لحاظ سے ایک سے ایک اعلیٰ شخصیتیں ہوگزری ہیں۔ لیکن تمام کائنات میں افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بعد جو خصوصیات اور فضائل امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ کو حاصل ہیں وہ کسی اور بڑی سے بڑی ہستی کو بھی نصیب نہیں ہوئے۔ آپ کا صحیفہ سیرت گوناگوں مکارم ومحاسن سے بھرپور ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ آپ کی مقدس زندگی کے جس پہلو کو بھی دیکھا جائے وہ اس قدر روشن اور پراز کمالات نظر آتا ہے کہ اس کی کسی قدر توصیف وتعریف کے لئے بھی زبان قلم کو یارائے بیان واظہار نہیں۔

فرمانروائے ایران کا عجیب خواب

شاہ ایران کے والد جب سریر آرائے سلطنت تھے اس وقت مملکت ایران کے تمام علماء مجتہدین یک وفد کی شکل میں حاضر دربار ہوئے اور متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے ملک کے تعلیمی نصاب سے متعلق تاریخ اسلام میں سے (حضرت) عمرؓ کے حالات اور ان کا دور خلافت خارج کردیا جائے۔ اس مطالبہ کے جواب میں فرمانروائے موصوف نے کہا کہ:

''اگر تاریخ اسلام میں سے عمرؓ اور دور خلافت عمرؓ کو خارج کردیا جائے تو پھر تاریخ میں باقی کیا رہ جاتا ہے جسے اسلام کی عظمت وسربلندی کے لئے پیش کیا جائے۔''

بادشاہ موصوف کا یہ قول ایک ایسی حقیقت کا منصفانہ اعتراف ہے جس سے کوئی دانش مند بمشکل ہی انکار کرسکے گا۔

آج کی مختصر صحبت میں اسی جلیل القدر شخصیت کی مبارک زندگی کے چند گوشے پیش کروں گا۔ جس سے نہ صرف یہ کہ انسانی قلوب کو مسخر کیا۔ پانی کی موجوں اور ہوا کی لہروں پر بھی حکومت کی جو ایک ہی وقت میں اسلام کی مکمل تاریخ بھی تھی اور تاریخ ساز بھی۔ جس نے اسلامی تہذیب وتمدن سے پوری دنیا کو روشناس کرایا۔ جس کی اخلاقی قوت نے ہزاروں سرکشوں کو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کردیا۔ جس کی سیاسی ومادی ترقیات وفتوحات کی تیز روی نے دنیا کو وقف حیرت کردیا تھا۔ آیئے اسی مقدس ہستی کا کچھ ذکر خیر ہم بھی کرلیں۔

فاروق اعظمؓ اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے آپ کئی مخصوص اوصاف کے حامل تھے۔ مثلاً:

1...... آپ نساب یعنی علم الانساب کے ماہر تھے۔ آپ کے والد خطاب نساب کی حیثیت سے ملک گیر شہرت رکھتے تھے۔ یہ ورثہ آپ کو اپنے والد ہی سے ملا تھا۔ جب آپ کسی کا نسب بیان کرتے تو اپنے والد کا حوالہ ضرور دیتے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو مردم شناسی میں کمال حاصل تھا جو شخص جس کام کا اہل ہوتا تھا اس سے وہی کام لینے کا آپ خاص ملکہ رکھتے تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ میں یہ وصف بھی بدرجۂ اتم موجود تھا کہ آپ علم الانساب میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ظاہر ہے جو شخص شعوب وقبائل پر پوری نظر رکھتا ہو ان کے افراد کے نسبی حالات سے گہری واقفیت رکھتا ہو ان کی اخلاقی حالت سے بھی کافی حد تک باخبر ہوگا۔

2...... سفارت، یہ عہدہ ملکی اعزاز کے طور پر آپ کے خاندان میں چلا آرہا تھا اور اسلام لانے سے قبل قریش کے سفیر آپ ہی تھے۔ آپ کی یہ خصوصیت مشہور تھی کہ آپ کسی اہم سے اہم معاملہ میں جب بھی سفیر بن کر گئے ہیں کبھی ناکام واپس نہیں آئے۔

اور اگر اس بات پر بھی غور کرلیا جائے کہ صحیح معنوں میں سفیر بننے کے لئے کن کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے تو یہ لازماً ماننا پڑے گا کہ حضرت عمرؓ زمانہ قبل از اسلام میں بھی نہایت اونچی اور جامع صفات کے مالک تھے۔

3...... خطابت ایک مستقل علمی وصف ہے۔ حضرت عمرؓ کو اس میں بھی درجۂ کمال حاصل تھا۔ کتب سیر وتاریخ میں آپ کے خطبات کا ایک معقول ذخیرہ موجود ہے۔ جسے کو پڑھ کر آپ کے جوش بیان اور کلام، جامعیت اور فصاحت وبلاغت کی وسعت وتعمق کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

4...... علاوہ ازیں آپ مشہور شہسوار اور پہلوان بھی تھے۔ گویا جسمانی توانائی میں بھی آپ کی شہرت تھی۔ بازار عکاظ میں بارہا آپ کے مقابلے ہوئے اور ہمیشہ کامیاب رہے۔

فاروق اعظمؓ کے اوصاف اسلام لانے کے بعد

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے صحیفہ اخلاق میں خلوص، زہد، تقویٰ، حق پرستی، راست گوئی، درست روی، تواضع، سادگی، حفظ لسان، انقطاع الی اللہ، رحم دلی اور حب رسول ﷺ جیسے روشن اور سراپا فضیلت عنوانات کا گرانقدر اضافہ ہوا۔

آپ کی سعادت کا پہلا باب

حضرت عمرؓ کی خوش بختی کا پہلا باب اس وقت شروع ہوتا ہے جب سرور کونین ﷺ اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوتے ہیں کہ: ”یا اللہ! اسلام کو کسی ایک عمرؓ سے عزت عطا فرما۔ عمر بن خطاب سے عمرو بن ہشام سے۔“

حضرت فاروق اعظمؓ کی یہ سب سے اول اور سب سے بڑی خوش نصیبی تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ کی دعا کو قبول

فرماتے ہوئے اسلام کی عزت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عمرؓ بن خطاب کو چن لیا۔ یہ حق تعالیٰ کا آپ پر خاص کرم تھا جو اس تخصیص و انتخاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی روشنی میں اگر آپ کو ''عزت الاسلام'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اسلام عمرؓ کا واقعہ اہم ترین واقعہ تھا

بلاشبہ آپ کا اسلام قبول کر لینا ایک بہت ہی اہم واقعہ تھا۔ وہ منظر کس قدر قابل دید ہوگا جب حضرت عمرؓ دارارقم میں رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہوئے ہیں اور آپ ﷺ آگے بڑھ کر دامن تھام کر رسالت کی پر رعب آواز میں فرماتے ہیں کہ: ''عمرؓ! کیسے آئے ہو؟ کیا ارادہ ہے؟۔'' حضرت عمرؓ سراپا انکسار بن کر عرض کرتے ہیں کہ: ''حضور! اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔''

ہمہ گیر مسرت

یہ سن کر مسلمانوں کو کس قدر خوشی ہوئی ہوگی اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ مسلمان اس زور کا نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں کہ صرف دارارقم ہی نہیں بلکہ آس پاس کا سارا علاقہ گونج اٹھتا ہے۔ کفار کو جب اس واقعہ کی خبر ملتی ہے تو شور برپا ہو جاتا ہے اور برملا کہا جاتا ہے کہ آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔ اس واقعہ پر سرور کونین ﷺ اس لئے مسرور ہیں کہ اللہ نے دعا قبول فرمائی۔ حضرت عمرؓ اس لئے مطمئن ہیں کہ غلط ٹھکانے سے نکل کر صحیح مقام پر آ گیا ہوں اور 39 مسلمان بھی اس لئے خوش ہیں کہ اب 39 `39 نہ رہے۔ بلکہ آج اسلام عمرؓ کی بدولت 40 کا وعدہ پورا ہو گیا۔ دوسرے اس لئے بھی کہ اب اسلام بے سہارا نہیں رہا۔

اب تک مسلمان چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کرتے ہی فرمایا کہ اب نماز کعبۃ اللہ میں ہوگی اور علی الاعلان ہوگی۔ یہ تھی اسلام کی پہلی عزت و عظمت جس کا ظہور حضرت عمرؓ کی بدولت ہوا۔ آپ کا وجود قدسی اسلام کا پہلا چلہ تھا۔

فاروق اعظمؓ کے کمالات ایک عظیم حقیقت

حضرت عمرؓ کے کمالات کی وسعت دیکھ کر گو بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ لیکن جب ہم ان امور پر غور کرتے ہیں تو یہ عظیم حیرت ایک عظیم حقیقت بن جاتی ہے۔ غور اس پر کیجئے کہ اللہ کا محبوب ایک عمر کو اپنے اللہ سے مانگتا ہے اور اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو عمرؓ بن خطاب دیئے جاتے ہیں۔ کیا حضور ﷺ نے عمرؓ کو عطیہ الٰہی نہیں سمجھا ہوگا؟۔ اور کیا عطیہ الٰہی کی قدر کرنے والا، حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر اور ہو سکتا ہے؟۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر یقین کیجئے کہ رسول اکرم ﷺ نے فیضان رسالت کو حضرت عمرؓ کی طرف منتقل کرنے میں ذرہ بھر کمی نہیں کی اور پھر انتخاب الٰہی کے پیش نظر آپ میں جو مخصوص صلاحیتیں تھیں ان کی بنا پر آپ کے ظرف نے بھی فیضان رسالت کو سمیٹنے میں رتی بھر کوتاہی نہیں کی اور جب دینے والے کا

کمال عطا اور لینے والے کا کمال اخذ و قبول آپس میں مل جائے تو اعلیٰ سے اعلیٰ جو نتائج بھی ظاہر ہوں وہ واقعی عقل انسانی کے لئے حیران کن ہی ہوں گے۔

آغوش رسالت ﷺ میں پہنچ کر عمرؓ کیا سے کیا بن گئے

حضور نبی اکرم ﷺ کی جس تربیت گاہ سے کوئی سیف من سیوف اللہ بن کر نکلا۔ کوئی وہاں سے نکل کر امین ھذہ الامۃ کہلایا۔ کسی کو مسیح الامۃ کا خطاب حاصل ہوا۔ (وغیر ذالک) اسی تربیت گاہ رسالت سے عمرؓ بھی سند پا کر نکلے۔ مگر اب وہ عمرؓ پہلے عمرؓ نہیں تھے۔ وہی عمرؓ جو پہلے صرف عمر بن خطاب تھے اب انہیں فاروق کا خطاب زبان رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم) سے حاصل ہوا۔ اس لئے کہ آپ کی وجہ سے حق و باطل میں کھلا فرق واضح ہو گیا تھا۔

فاروق اعظمؓ پر حضور ﷺ کا اعتماد

یہ عمرؓ وہی عطیہ الٰہی عمرؓ ہیں جن پر رسول پاک ﷺ کو اس قدر اعتماد ہے کہ:

1...... حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ اپنا دوسرا وزیر حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو قرار دیا۔

2...... حضرت عمرؓ کے کامل اتباع اور مجسم اخلاص ہونے کی بناء پر حضور ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ: ’’اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے۔‘‘ گو یہ تمام امت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں لاریب فیہ لیکن لوکان بعدی نبیاً لکان عمرؓ کے الفاظ سے حضور ﷺ نے جو خصوصیت اور خاص رفعت و عظمت فاروق اعظمؓ کی بیان فرمائی ہے اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

3...... فتح مکہ کے موقع پر جب بیعت کرنے والے مردوں اور عورتوں کا ہجوم تھا تو مورخین لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کام کو مختصر فرمانے کی غرض سے مردوں کی بیعت اپنے ذمہ لی اور حضرت فاروق اعظمؓ کو عورتوں میں بھیجا کہ وہ جا کر حضور ﷺ کے لئے عورتوں سے بیعت لیں۔ بنگاہ غور دیکھئے تو اس واقعہ میں تقسیم عمل کی صورت میں معکوس ہونا چاہئے تھی کہ حسب ضرورت حضرت عمرؓ مردوں میں نیابت بیعت کے فرائض انجام دیتے اور حضور ﷺ مستورات سے بیعت لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ صورت واقعہ وہی ہے جو عرض کی گئی ہے۔ اس واقعہ سے گو ضمنی طور پر تمدن کا مشہور مسئلہ تقسیم عمل بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ مگر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عمرؓ پر کتنا اعتماد رکھتے تھے اور آپ کی بے نفسی اور خلوص پر کس قدر مطمئن تھے کہ اول تو بیعت جیسے اہم معاملہ میں آپ کو نیابت کا شرف رسول پاک ﷺ کے حضور اور موجودگی میں حاصل ہوا (اور میں اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں اس کو حضرت فاروق اعظمؓ کی ارفع ترین خصوصیت سمجھتا ہوں) پھر آپ کو نائب بیعت بنا کر عورتوں سے بیعت لینے کا کام تفویض کیا گیا۔

اللہ اکبر! کتنی بڑی خدمت ہے۔ کتنا بڑا اعزاز ہے۔ کیسا عظیم اعتماد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ کے

رسول ﷺ نے فاروق اعظمؓ کے باطن میں جھانک کر دیکھ لیا تھا۔

صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا فاروقؓ

بات یہ ہے کہ جب صبغۃ اللہ میں رنگنے والا اللہ کا رسول تھا اور جس کو رنگا جا رہا تھا وہ تھا فاروقؓ جیسا صلاحیتوں والا اللہ کا منتخب کیا ہوا انسان۔ تو پھر کمی کیوں رہتی اور پختگی کیوں نہ آتی اور اگر کمی رہ جاتی یا رنگ پائیدار نہ ہوتا تو پھر سوچ لیجئے کہ بات رسول پاک ﷺ کی ذات ہی تک نہیں رہتی بلکہ خدا کی ذات تک جا پہنچتی ہے۔

فاروق اعظمؓ کی جامعیت

یہی وجہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے فیضان رسالت نے آپ کو جامع الاوصاف بنا دیا تھا۔ اگر آپ ایک طرف ورع وتقویٰ، زہد وقناعت، فقر ومسکنت، تعلق مع اللہ اور حب رسول ﷺ میں مقام رفیع رکھتے تھے تو دوسری جہانبانی وجہاں آرائی، فرمانروائی وسلطنت پناہی اور سیاست وانتظام میں بھی بے مثال وبے نظیر تھے۔ چنانچہ آپ کے مقبوضہ ممالک کا رقبہ 2251030 میل تھا۔ جہاں داری ومملکت آفریں، تسخیر ممالک وشورشائی اور حالت جنگ وامن کے جو اصول آپ نے وضع فرمائے وہ آج تک متمدن اقوام کے لئے دلیل راہ ہیں۔

خصائص اولیات

دینی امور میں اذان بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اذان کا سلسلہ آپ کی رائے سے قائم ہوا۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے آپ نے زمین خدا کی راہ میں وقف کی۔ باقاعدہ بیت المال آپ نے قائم کیا۔ عدالتوں اور قاضیوں (ججوں) کا مکمل نظام بھی آپ ہی کا رہین احسان ہے۔ تاریخ وسن، فوجی دفتر، دفتر مال کا قیام وانتظام بھی آپ ہی کی یادگار ہے۔ اماموں، موذنوں، معلموں اور مجاہدوں کی باقاعدہ تنخواہیں آپ نے جاری کیں۔ اراضی کی پیمائش، مردم شماری، ممالک مقبوضہ کی صوبوں میں تقسیم، مجرموں کے لئے جیل خانے، جرائم میں درہ استعمال، محکمہ پولیس کا قیام، ضروری مقامات پر چھاؤنیوں کا انتظام، جاسوسی وپرچہ نویسی کا مکمل نظام، یہ تمام معاملات آپ ہی کے زمانے میں مکمل صورت میں جاری وساری ہوئے۔

سب سے پہلے آپ ہی نے یہ قانون جاری کیا کہ اہل عرب میں سے کوئی غلام نہیں ہوسکتا۔ اصول قیاس بھی آپ کا قائم کیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں مساجد میں مواعظ کا سلسلہ بھی آپ ہی نے جاری کیا۔ اس سلسلے میں حضرت تمیم داریؓ کا سب سے پہلے بطور واعظ تقرر عمل میں آیا۔ کہاں تک ذکر کیا جائے بہت سے ایسے اہم امور ہیں جن کی ایجاد وترویج کا، تہذیب وترتیب کا سہرا حضرت عمرؓ کے سر ہے اور یہ کارنامہ تو آپ کا بہت ہی عظیم کارنامہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بار بار اصرار کر کے قرآن پاک کو ترتیب تلاوت پر مرتب کرایا اور شریک غالب کے طور پر اس عظیم خدمت میں برابر کے معاون رہے۔ (جاری ہے)

تحریک اتحاد بین المذاہب...... اسلام کے آئینے میں!

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب

تہمت

زنا کا فعل فاحشہ ہے تو زنا کی تہمت بھی معاشرہ میں لڑائی فساد کا سبب ہے۔ اس لئے اسلام نے تہمت لگانے والے پر بھی سزا مقرر کی ہے۔

ڈاکہ قتل

ڈاکہ و قتل کی خرابی چونکہ معاشرہ میں معروف ہو چکی ہے۔ اسے روکنے کے لئے اسلام نے قصاص (قتل کا بدلہ قتل) مقرر کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب (بقرہ:۱۷۹، پارہ ۲:) ” ﴿اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے۔ اے عقل والو!﴾ ایسے ہی ڈاکہ کی سزا مال لوٹنے پر ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا کاٹ دینا ہے۔ تاکہ دوبارہ جرأت نہ کر سکے۔ دوسرے بھی عبرت حاصل کر کے رک جائیں۔ قتل کی صورت میں سولی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکور جرائم چوری، ڈاکہ، قتل، زنا، تہمت اسلام میں نہایت سنگین گنے جاتے ہیں۔ اس لئے دی گئی سزا بھی سنگین ہے۔ یہ سزائیں جرم سے زیادہ نہیں تاکہ ان کو ظلم کہا جائے۔ بلکہ جرم کے مطابق ہیں۔

تنبیہ: مذکورہ جرائم دو قسم پر ہیں۔

۱...... جن میں اللہ کا حق غالب ہے۔ انسان کا حق مغلوب ہے۔ ان کی سزا کو حدود سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حد کو کوئی انسان معاف نہیں کر سکتا۔ ان جرائم کے ثبوت کے لئے شرائط بھی اسلام میں سخت ہیں۔ اس سے اولاً ان کو ساقط کرنے کی کوشش ہوتی ہے کہ جاری کرنے کی نوبت نہ آئے۔ آخری درجہ میں جب یہ نوبت آجائے تو حدود کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

۲...... جن میں بندوں کا حق غالب ہے اور اللہ کا حق مغلوب ہے۔ ان کی سزا کو قصاص سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شریعت نے قصاص میں ایک دوسرے کو معاف کرنے کا حق دیا ہے۔ عدم ثبوت کی صورت میں یہ نہیں کہ اس کو سزا نہ ہوگی۔ بلکہ مقررہ حد جاری نہ ہوگی اور قاضی کے اختیار سے بقائے حق اور جرائم کے سدباب کے لئے تعزیرات لگائی جائیں گی۔ جن سزاؤں کا عدالت کو اختیار دیا ہے۔ اسلام میں ان کو تعزیرات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ تعزیرات قاضی کے اختیار میں ہوتی ہیں۔ جن سزاؤں کو خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ان کو حدود اور قصاص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں تبدیلی کا اختیار کسی انسان کو نہیں۔ یعنی کوئی حدود کو ناقابل معافی قرار نہیں دے سکتا اور ایسے ہی قصاص کو کوئی ناقابل معافی قرار نہیں دے سکتا۔

۵......اسلام کی خوبی ذاتی ہے

کسی مذہب سے نہیں لی گئی۔ تمام مذاہب میں اگر خوبی ہے تو وہ اسلام سے ماخوذ ہے۔ اس لئے کہ اسلام پہلے ہے۔ پہلے آنے والا خوبی بعد والے سے نہیں لیتا۔ بلکہ بعد میں آنے والا پہلے سے خوبیوں کو مستعار لیتا ہے۔

آج کل دنیا میں دو نظاموں کا چرچا ہے۔

۱......جمہوریت ۲......مساوات

یہ دونوں نظام اسلام میں ہیں۔ لیکن اسلام میں جمہوریت کو مادر پدر آزاد نہیں قرار دیا گیا۔ جو قوانین ہیں ان کو جمہور انسان اپنے مشورے سے منسوخ نہیں کر سکتے۔ بلکہ احکام الٰہیہ کے تابع رہتے ہوئے جمہور فیصلہ کریں تو کر سکتے ہیں۔ مثلاً موجودہ جمہوریت کو سرمایہ دار نے قبضہ کر کے سود، سٹہ بازی، جوا، ایسے کاروبار کو جائز قرار دیا ہے۔ جو سرمایہ دار کو تحفظ دیتا ہے۔ اسی طرح وراثت کے قانون میں جمہور فیصلہ نہیں دے سکتے اور اللہ تعالیٰ نے حکمت یہ بتلائی ہے۔ ”کی لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم (الحشر:۷، پارہ:۲۸)“ ﴿تاکہ سرمایہ اغنیاء کے درمیان گھومتا نہ رہے۔﴾ بلکہ سرمایہ دار کے چنگل سے نکل کر غریب تک بھی پہنچ جائے۔ نظام زکوٰۃ کی بھی یہی حکمت ہے۔ ”توخذ من اغنیائهم وترد علیٰ فقراء هم (بخاری شریف ج۱ ص۱۸۷)“ ﴿(زکوٰۃ) مالدار سے وصول کر کے غرباء پر تقسیم کی جائے۔﴾ تو جمہوریت اسلام سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کو بدل کر سرمایہ داری میں جکڑ دیا ہے۔ ایسے مساوات کا اسلام حکم کرتا ہے۔ ایسی مساوات کا حکم نہیں کرتا۔ جس میں انسان کو مالکیتی کا حق بھی نہ دیا جائے۔ بلکہ جس درجہ کا انسان حق رکھتا ہے اس کے درجے کے مطابق اس کو حقوق دو۔ ”ساو والحقوق باهل الحقوق“ یعنی اہل حقوق کو ان کے مساوی حقوق دو ان میں کمی نہ کرو۔

جمہوریت کو اسلام سے لے کر اسلام کے خلاف سرماداری میں جکڑ دیا اور مساوات کو اسلام سے لے کر اسلام کے دیئے ہوئے حق مالکیت سے انسان کو محروم کر دیا۔ موجودہ جمہوریت بھی انسان کو امن نہ دے سکی اور نہ مساوات امن دے سکی۔ کل دنیا دونوں نظاموں میں جکڑی ہوئی ہے۔ چیخ رہی ہے۔ اگر دنیا کے لئے امن کی ضرورت ہے تو نظام اسلام کو اختیار کیا جائے۔ جس سے انسانی شرافت باقی رہ سکتی ہے۔

تحریک اتحاد بین المذاہب کا مطلب کیا ہے؟

یہ تحریک تقسیم ہندوستان سے پہلے کی ہے۔ اس میں سادہ مسلمان پھنس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کسی مذہب کو غلط نہ کہو۔ نہ معلوم کس نے نجات پائی ہے۔ سب مذہب اپنی اپنی جگہ سچے ہیں۔ آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے اور بعض علماء دانستہ یا نادانستہ اس تحریک کے حامی ہو جاتے ہیں۔

علماء کا استدلال باطل

ارشاد باری تعالیٰ ہے ”قل یاهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم (آل عمران:۶۴،

پــارہ:۳) ’’﴿اے پیغمبر) آپ فرمادیجئے، اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔﴾ اس آیت سے بعض علماء استدلال کرتے ہیں کہ سب کا کلمہ ایک ہے۔ حالانکہ اس میں اصل مذہب اسلام کی طرف جس کو یہودی اور نصرانی چھوڑ چکے ہیں۔ اس کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ لیکن اتحاد بین المذاہب والوں نے اس کو مبہم چھوڑ رکھا ہے۔ تاکہ مسلمان متوحش ہوکر اس سے دور نہ رہیں۔ یہ لفظ بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ دہشت گرد، اس کی متعین تعریف اب تک نہیں کی گئی۔ ہر ایک گروہ اپنے مطلب کے لئے اس کو استعمال کرتا ہے۔

اتحاد بین المذاہب کا مطلب

اس میں مختلف احتمال ہو سکتے ہیں:

۱..... تمام اہل مذاہب اپنے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے صلح سے رہیں۔ آپس میں جنگ وجدال نہ کریں۔ اس کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے ’’وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللّٰه (الانفال:۶۱، پـارہ:۱۰)‘‘ ﴿اگر کفار صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو آپ ﷺ بھی صلح کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔﴾ اسلام جہاد کا حکم صرف اسی وقت دیتا ہے جب کفر سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے۔ اگر صلح سے رہے تو اسلام اپنی حکومت میں بھی مذہبی آزادی کے ساتھ ان کو رہنے کا حق دیتا ہے۔ بلکہ ان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس وقت یہ مراد نہیں کیونکہ ایک طرف کفار مسلمانوں پر یلغار کئے ہوئے ہیں۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، عراق، بوسنیا، افغانستان ان کی یلغار سے چیخ رہے ہیں۔ دوسری طرف اقوام متحدہ اتحاد بین المذاہب کی کانفرنس منعقد کر رہی ہے۔ اگر امن مقصود ہے تو اقوام متحدہ فیصلے کردے کہ کفار اپنی فوجیں مسلمان ملکوں سے نکال دیں۔

۲..... مسلمانوں کو چاہئے کہ یہود ونصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کچھ مسائل چھوڑ دیں۔ مثلاً جہاد، حدود، قصاص کو اسلام سے نکال دیں۔ یہ ممکن نہیں کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں۔ لیکن یہود ونصاریٰ پھر بھی خوش نہ ہوں گے۔ چنانچہ اعلان قرآنی ہے ’’ولن ترضی عنك اليهود ولا النصری حتی تتبع ملتهم (البقرہ:۱۲۰، پـارہ:۱)‘‘ ﴿یہود ونصاریٰ بالکل خوش نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین کی اتباع نہ کریں۔﴾

۳..... سارے انسان آپس میں مل کر کچھ چیزیں متعین کریں۔ کچھ باتیں یہود ونصاریٰ کی ہوں۔ جن پر مسلمان عمل کریں اور کچھ اسلام کی باتوں پر عمل کریں۔ اس کا نام تلفیق ہے کہ جس مذہب کی جو بات اچھی لگے اس پر عمل کرلیں۔ یہ طریق ایسا ہے کہ انسان مذہب پر عمل نہیں کرتا ہے۔ بلکہ خواہش پر عمل کرتا ہے۔ اس طرح مذہب پرستی نہ ہوگی۔ بلکہ خواہش پرستی ہوگی۔ اس طریق کو علماء امت نے آئمہ مجتہدین جو کہ بالاتفاق حق پر ہیں۔ ان کے مذہب کو ملا جلا کر عمل کرنے کو حرام کہا ہے۔ ’’وان الحکم الملفق باطل بالاجماع مثاله متوضی سال من بدنه دم

ولمس امر أته ثم صلى بان صحة هذه الصلوة ملفقة من مذهب الشافعي والحنفي والتلفيق باطل والصحة منتفية" (مقدمہ در المختار مع رد المختار ج اص ۷۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ) تلفیق والی مرض میں بہت سارے اہل قلم بھی مبتلا ہوئے کہ ان مذاہب سے انتخاب کرکے عمل کریں۔ ایسے ہی اتحاد بین المذاہب کا منشور ہے کہ تمام مذہب سے انتخاب کرکے ایک کھچڑی تیار کیا جائے۔ سب امت اس پر عمل کرے۔

۴...... مسلمان اپنی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھیں۔ کسی مذہبی بات کو نہ چھوڑیں۔ اتحاد بین المذاہب کی خاطر یہود و نصاریٰ کی کچھ باتوں پر عمل کریں۔ اس کو پہلے سے ہی قرآن نے مسترد کر دیا۔ "یاایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوت الشیطن (البقرہ:۲۰۸، پارہ:۲)" ﴿اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔﴾ اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ علماء یہودیین سے تھے۔ اس مذہب میں ہفتہ کا روز معظم تھا اور اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ ان کو بعد از اسلام خیال ہوا کہ شریعت موسوی میں معین ہفتہ کی تعظیم واجب تھی۔ شریعت محمدیہ میں اس کی تعظیم واجب نہیں ہے۔ اسی طرح شریعت موسویہ میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور شریعت محمدیہ میں اس کا کھانا فرض نہیں۔ اس لئے اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہیں۔ اونٹ کا گوشت باوجود حلال ہونے کا اعتقاد رکھنے کے صرف عملاً ترک کر دیں تو شریعت موسویہ کی بھی رعایت ہو جائے گی اور شریعت محمدیہ کے بھی خلاف نہ ہوگا۔ اس طرح خدائے تعالیٰ کی زیادہ اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کی اصلاح کا اہتمام فرمایا کہ اسلام کامل مذہب ہے۔ اس کا کامل ہونا جب ہے جو اسلام میں قابل رعایت نہ ہو اس کی دین کی حیثیت سے رعایت نہ کی جائے۔ ایسا کرنا شیطانی لغزش ہے۔ بہ نسبت ظاہری معاصی کے اس کا عذاب سخت ہے۔ حکم ہوا کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (یہ نہیں کہ یہودیت کی بھی رعایت کرو) اور فاسد خیالات میں پڑ کر شیطان کے قدم بقدم نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۲...... اس آیت کے عموم میں یہ بھی ہے کہ اسلام صرف مسجد اور عبادات کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ معاملات اور معاشرت تمام حقوق کو ادا کرنا اسلام ہے کہ یعنی پورے احکامات پر عمل کرو۔

۳...... قرآن پاک میں ہے" ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ومالکم من دون الله من اولیاء ثم لا تنصرون (الهود:۱۱۳، پارہ:۱۲)" ﴿اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں۔ پھر لگے گی تم کو آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔﴾ اس آیت میں خرابی اور بربادی سے بچانے کے لئے ایک اہم ہدایت ہے کہ ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان نہ رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تمہیں جہنم کی آگ پہنچ جائے۔ لا ترکنوا یہ رکون سے ہے جس کے معنی کسی کی طرف خفیف سا جھکاؤ، میلان کے ہیں اور اس پر اعتماد اور رضا

کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ظالموں کی طرف ادنیٰ سا جھکاؤ اور میلان نہ کرو۔ اس کا مطلب جو صحابہؓ اور تابعین سے منقول ہے مندرجہ ذیل ہے:

۱...... قتادہؒ فرماتے ہیں کہ: ’’ظالموں سے دوستی نہ کرو اور ان کا کہنا نہ مانو۔‘‘

۲...... ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ: ’’ان کے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو۔‘‘

۳...... سدیؒ نے فرمایا کہ: ’’ظالموں سے مداہنت نہ کرو۔‘‘

۴...... عکرمہؒ نے فرمایا کہ: ’’ان کی صحبت میں نہ بیٹھو۔‘‘

۵...... بیضاویؒ نے فرمایا کہ: ’’شکل وصورت میں ان کی اتباع نہ کرو۔‘‘ تفسیر قرطبی میں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ’’اہل کفر، اہل معصیت، اہل بدعت کی صحبت سے اجتناب اور پرہیز واجب ہے۔‘‘

۴...... ’’ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا (بنی اسرائیل:۷۴، پارہ:۱۵) ‘‘ ﴿اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے آپ کو سنبھالے رکھا تو آپ بھی ان کی طرف کچھ جھکنے لگ جاتے۔﴾ تفسیر مظہری میں اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ قریش مکہ کے چند سردار آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اگر آپ واقعی ہماری طرف بھیجے گئے ہیں تو پھر اپنی مجلس سے ان غریب شکستہ حال لوگوں کو ہٹادیجئے۔ جن کے ساتھ بیٹھنا ہماری توہین ہے تو ہم آپﷺ کے دوست ہو جائیں گے۔

اس بات پر رسول اللہﷺ کو کچھ خیال ہوا کہ شاید یہ مسلمان ہو جائیں ان کی بات نہیں ماننی چاہئے۔ پھر فرمایا گیا اگر ہماری طرف سے آپ کو ثابت قدم رکھنے اور معصوم رکھنے کا اہتمام نہ ہوتا تو شاید آپ ان کی طرف ادنیٰ میلان کر دیتے۔ کفار قریش کی لغویات کی طرف حضورﷺ کا میلان کا کوئی احتمال نہ تھا۔ بلکہ میلان کے قریب قدر قلیل احتمال تھا جس سے روک دیا گیا۔

۵...... آیت مبارکہ ’’لا يتخذ المؤمنون الكفرين اولياء من دون المؤمنين (آل عمران:۲۸، پارہ:۳) ‘‘ ﴿مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔﴾

اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں اور اس ہدایت کی مخالفت کرنے والے کے لئے سخت وعید ہے کہ جو ان کو دوست بنائے اس کا اللہ تعالیٰ سے دوستی، محبت کا علاقہ قطع ہو جائے گا۔ کافروں سے دلی دوستی تو مطلقاً حرام ہے۔ ظاہری دوستی معاملات کے درجہ میں ضرورت کی حد تک جائز ہے۔ بلاضرورت وہ بھی جائز نہیں۔ اس مضمون کی جابجا مختلف عنوانات کے ساتھ تائید آتی ہے۔

۱...... ’’يا ايها الذين اٰمنوا لاتتخذوا عدوى وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمودة (الممتحنة:۱، پارہ:۲۸) ‘‘ ﴿اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ تم ان کو دوستی کے

پیغام بھیجتے ہو۔﴾ آیت کے آخر میں فرمایا ''ومن یفعله منکم فقد ضل سواء السبیل '' ﴿جو یہ کرے گا تو وہ بھی سیدھی راہ سے گمراہ ہو گیا۔﴾

۲..... دوسری جگہ ارشاد ہے ''یا ایها الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیهود والنصری اولیاء (مائده:۵۱، پاره:۶) '' ﴿اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں جو ان سے دوستی لگائے گا انہیں میں شمار ہوگا۔﴾

۳..... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لا تجد قوما یومنون باللّٰه والیوم الآخر یوادون من حاد اللّٰه ورسوله ولو کانوا اٰباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشیرتهم (مجادله:۲۲، پاره ۲۸) '' ﴿آپ نہ پائیں گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر دوستی کریں۔ ایسے لوگوں سے جو مخالف ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ اپنے باپ ہوں یا اولاد ہو یا بھائی ہوں یا اپنے خاندان سے ہوں۔﴾

کفار کے ساتھ تعلقات کی اقسام

۱..... موالات: دلی دوستی یہ صرف مومنین کے ساتھ ہے۔ مذکورہ آیات میں اس کی نفی کی گئی ہے۔

۲..... مواساۃ: خیر خواہی، انسانی ہمدردی، احسان کا سلوک کرنا، ارشاد ربانی ہے ''لا ینهٰکم اللّٰه عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم (الممتحنه:۸، پاره ۲۸) '' ﴿اللہ منع نہیں کرتا تمہیں ان کفار سے جو تم سے لڑائی نہیں کرتے اور انہوں نے تم کو گھروں سے نہیں نکالا یہ کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور انصاف کرو ان کی طرف۔﴾

۳..... مدارات: ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ تمام کفار سے جائز ہے۔ جبکہ ان سے دینی نفع مقصود ہو یا ان کے شر سے بچنا مقصود ہو یا وہ مہمان ہو جائیں۔

۴..... معاملات: یعنی تجارت، ملازمت، اُجرت، صنعت و حرفت، اُجرت کے تمام معاملات کئے جائیں۔ یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے معاملات سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدین کا تعامل اس بات پر شاہد ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اہل حرب کے ہاتھ اسلحہ بیچنا جائز ہے۔ ان کو ملازم رکھنا ان کے کارخانوں میں ملازم ہونا جائز ہے۔ بشرطیکہ ایمان کی سلامتی کو خطرہ نہ ہو۔ انسانی ہمدردی کے طور کفار سے حسن سلوک کے جو واقعات ہیں۔ خلفاء اور صحابہ کرامؓ میں ان کا شمار نہیں۔

۱..... حضرت عمرؓ غریب ذمیوں کا وظیفہ مسلمانوں کے بیت المال سے دیتے۔

۲..... حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ منورہ کے نابینا یہودی کے منہ میں حلوہ زبان سے ڈالتے کیونکہ اس کے منہ میں زخم تھے۔ وہ اسلام جو کتے اور بلی کی بھوک پیاس میں رحم سکھاتا ہے۔ کیا اس سے غیر مسلموں کے لئے رحم نہیں

سکھایا؟ ۔اس لئے ضرورت ہے کہ اسلام کو صحیح سمجھا جائے۔

6...... تورات، انجیل اور زبور اپنی جگہ مقدس آسمانی کتابیں ہیں۔لیکن ان کے احکام منسوخ ہوگئے۔ بجز اصول اسلام کے کہ جوابدی ہیں۔اب قرآن کے نازل ہوجانے کے بعد تورات پڑھنا جائز نہیں۔جیسا کہ حضورﷺ نے اس کے پڑھے جانے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا" وعن جابر ان عمر بن الخطابؓ اتی رسول اللہ بنسخة من التوراة فقال یارسول اللہ هذه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ و وجه رسول اللہ ﷺ یتغیر فقال ابوبکرؓ ثکلتك الثواکل ماتری مابوجه رسول اللہ ﷺ فنظر عمر الی وجه رسول اللہ ﷺ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسوله رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ والذی نفس محمد بیده لوبدالکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیا وادرك نبوتی لاتبعنی رواه الدارمی (مشکوة ص۳۲)"

حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ حضورﷺ کے پاس ایک تورات کا نسخہ لائے۔عرض کیا یارسول اللہ! یہ نسخہ تورات کا ہے۔حضورﷺ خاموش رہے اور حضرت عمرؓ تورات پڑھنے لگے۔حضورﷺ کے چہرہ انور پر ناراضگی کے اثرات ظاہر ہوئے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں۔"بچہ گم پانے والیاں تمہیں گم پائیں۔" حضورﷺ کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھتا! حضرت عمرؓ نے حضورﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا عرض کیا اللہ کی پناہ لیتا ہوں اللہ کے غصہ سے اور حضورﷺ کے غضب سے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہیں۔اسلام کے دین ہونے پر اور محمدﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔حضورﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوجائیں تو تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہوجاؤ گے۔اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت پاتے تو میری اتباع کرتے۔

خلاصہ کلام

اسلام کے علاوہ تمام مذاہب اتحاد کرسکتے ہیں۔اس لئے کہ وہ تمام باطل ہیں۔باطل ایک باطل کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لیکن اسلام کی کوئی بات چھوڑی نہیں جاسکتی۔اس لئے کہ اگر کوئی آدمی اسلام کی کسی بات کو چھوڑنے کی بات کرتا ہے تو وہ اسلام کا منکر ہے۔اگر کوئی غیر اسلام کی بات اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اسلام کی کاملیت کا منکر ہے۔اسلام چھوڑ کر اگر کسی اور مذہب کو ناجی سمجھتا ہے تو وہ اسلام کی حقانیت کا منکر ہے۔اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اسلام کے باہر بھی خوبیاں ہیں تو وہ اسلام کی ابدیت کا منکر ہے۔کیونکہ کسی مذہب میں خوبی نہیں ہے مگر اسلام سے لی گئی ہے۔لیکن اسلام نے کسی مذہب کی خوبی کو اختیار نہیں کیا۔لہٰذا اسلام کے ساتھ دوسرے مذاہب کا اتحاد ممکن نہیں۔اس تحریک میں شامل ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اسلام کو ناقص سمجھتا ہے۔

تحریک اتحاد بین المذاہب اور معاہدہ ناروے

معاہدہ ناروے اس حد تک تو مانا جاسکتا ہے کہ تمام اہل مذاہب آپس میں جنگ وجدال چھوڑ کر امن کا معاہدہ کرلیں۔ لیکن اگر اسلام کی کسی بات کو چھوڑنے کا معاہدہ میں ذکر ہے تو قابل رد ہے۔ اس لئے معاہدہ ناروے پر بنظر دقیق مطالعہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل شقوں کو خلاف اسلام قرار دیا جاسکتا ہے۔

ا...... جہاد کو قابل نفرین کہنا

ہم جنگجوئی کو اور دہشت گردی کو نفرین کہتے ہیں۔

اہل باطل اسلامی جہاد کو جنگجوئی اور دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے عموم میں اسلامی جہاد بھی شامل ہے تو اس کو نفرین کہنا خلاف اسلام ہے۔ اگر اس کے علاوہ بلاوجہ جنگ جوئی یا کسی کو بلاوجہ نقصان پہنچانا مراد ہے تو قابل نفرین ہے۔

۲...... مذاہب باطلہ کو حق تبلیغ دینا

تمام مذہبی طبقات کو کام کرنے کا موقعہ ملے تاکہ باہمی برداشت اور پیار کا کلچر پیدا ہو۔ اس لئے اہل باطل کو اسلامی مملکت میں تبلیغ کا حق دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ اپنے ماحول میں وہ اپنی مذہبی آزادی استعمال کرسکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ماحول میں کسی اہل باطل کو تبلیغ کا حق اسلام کی رو سے ناجائز ہے۔

۳...... مذہبی برداشت

اگر کوئی اپنے مذہب پر اپنے دائرہ میں رہ کر عمل کرتا ہے تو مذہبی برداشت کا عنوان صحیح ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اہل باطل اپنے مذہب کی تبلیغ کریں تو برداشت کیا جائے ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے کہ تمام اہل باطل کسی نہ کسی کو گالی دیتے ہیں جو اسلام میں مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ علی الاعلان وہ گالی دیں اور ہم برداشت کریں۔ مثلاً عیسائی، یہودی اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کو گالی ہے۔ ''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ کذبنی ابن آدم ولم یکن له ذلك وشتمنی ولم یکن له ذلك واما تکذیبه ایای ان یقول انی لن اعیده کما بدأته واما شتمه ایای ان یقول اتخذ اللہ ولداً وانا الصمد الذی لم الد ولم اولد ولم یکن له کفواً احد (بخاری شریف ج۲ ص۷۴۴)'' ﷺ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے انسان جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں اور مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ بھی اس کے لئے مناسب نہیں۔ بہرحال اس کا مجھے جھٹلانا یہ کہنا ہے کہ میں اسے ہرگز نہیں لوٹاؤں گا۔ جیسا کہ میں نے اسے ابتداء پیدا کیا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ کہنا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ حالانکہ میں صمد

ہوں کہ نہ میں نے جنا اور نہ ہی جنا گیا ہوں اور کوئی اس کے جوڑ کا بھی نہیں ہے۔ ﷺ

مجوسی، ہندو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے شریک کی علی الاعلان تبلیغ کریں اور مسلمان برداشت کریں۔ علی ھذا قادیانی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کر کے توہین کرتے ہیں۔ شیعہ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیتے ہیں تو ان کا کام کرنے کا موقع دینا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان گالی برداشت کریں۔

۴...... اسلام اور مغرب میں مشترکہ اقدار کی تلاش

اتحاد بین المذاہب کے علاوہ دوسری تحریک اسلام اور مغرب میں فاصلے کم کرنا ہے۔ اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ اسلام میں ترمیم کر کے اہل مغرب کے لئے قابل قبول بنایا جائے۔ اس لئے اقوام متحدہ کی سطح تک کوشش ہو رہی ہے۔ کیا اتحاد بین المذاہب کے ذریعے اسلام اور مغرب میں فاصلے ختم کئے جانے ممکن ہیں؟۔ بظاہر دانشوروں کی آراء سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سعی لاحاصل ہے اور ناممکن العمل ہے۔ اس لئے کہ اسلام میں کوئی کمی یا رخنہ نہیں۔ جس کو دور کیا جائے۔ بلکہ صحیح صورت یہی ہے کہ تمام اہل مذاہب اپنے اپنے باطل مذاہب کو ترک کر کے اسلام کو قبول کر لیں تو دنیا میں بھی امن سے رہیں گے اور آخرت کی کامیابی بھی ممکن ہوگی۔ اس کے ناممکن ہونے کے لئے چند دانشوروں کی آراء ملاحظہ ہوں:

اسلام اور مغرب کے درمیان مشترکہ اقدار کی تلاش!

(روزنامہ ''اسلام'' بدھ ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۹ر جون ۲۰۰۵ء)

اسلام اور مغرب کے درمیان مشترکہ اقدار کے فروغ پر گوئٹے انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام منعقدہ تین روزہ کانفرنس میں بیشتر مقررین کا کہنا تھا کہ اسلام اور مغرب کے درمیان اختلافات کی موجودگی میں بھی تعاون کی راہیں نکالی جاسکتی ہیں۔

تاہم بعض نے مشترکہ اقدار پر اصرار کی بجائے ایسے ضابطے وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا جس میں رہتے ہوئے مذاہب اور تہذیبوں میں دلائل کی بنیاد پر مکالمہ ممکن بنایا جاسکے۔ جرمنی کی جامعہ ائیر فرٹ میں مطالعہ اسلام کے پروفیسر ڈاکٹر جمال ملک ناصر نے بتایا کہ اسلام اور مغرب کے درمیان مسئلہ ایک دوسرے کی حریفانہ شبیہ کا ہے۔ ان کے مطابق دونوں کے درمیان ڈرامائی مخاصمت تاریخی خطوط پر اس وقت استوار کی گئی جب یورپ مذہب میں عقلیت پسندی سے مغلوب ہو کر دنیا بھر میں اپنی تہذیب برآمد کرنے میں مصروف تھا۔ ایک پاکستانی خاندان کے چشم و چراغ ڈاکٹر ملک جمال کے مطابق اس عمل میں روشن خیالی اور لادینیت کے عناصر کارفرما تھے۔ جو یورپ کو امریکہ، افریقہ اور ایشیاء سے ممتاز کرتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یورپی تاریخ سے جڑے خیالات مثلاً روشن خیالی اور شعوری سرمایہ داریت اور کسی بھی غیر یورپی یا غیر عیسائی کلچر کو یورپ کی لادینی وراثت میں کوئی کردار ادا کرنے کی گنجائش دینے کو تیار نہ تھے۔ عثمان انسٹی

ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے چیئرمین اور فلسفہ کے استاد ڈاکٹر منظور احمد نے اسلام اور مغرب کے درمیان خلیج کو مشترکہ اقدار کے فروغ کے ذریعے پاٹنے میں کامیابی کا امکان یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ بظاہر مشترک نظر آنے والی اقدار کی فہرست دو مختلف کلچر کے میدان عمل میں مختلف طور پر نظر آئیں گی۔ ان کے مطابق دلیل کی سطح پر اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ جب تک مابعد الطبیعات کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر نہیں پھینک دیا جاتا خدا کو کائنات میں اقدار کی عالمگیریت کا ضامن مان لیا جائے۔ کیونکہ جب تک ہم خدا اور اقدار کے بظاہر سمجھ میں نہ آنے والے خیالات سے نبرد آزما ہیں دونوں ایک مستقل عقلی نظام کا حصہ بنائے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر منظور احمد نے کہا کہ مشترکہ اقدار کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ روشن خیال مفکر عمانوئیل کانٹ کے مطابق اقدار کی فہرست بنانے کے بجائے اقدار کے تجزیے کو اصول وضوابط کے تحت رکھ کر بات آگے بڑھائی جائے جو نہ صرف یہ کہ کسی کلچر کے لئے نہیں ہوں گے۔ بلکہ عقلی طور پر سب کے لئے قابل قبول ہوں گے۔

جامعہ کے مشہور شعبہ تاریخ کے سابق پروفیسر ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق ثقافتی روایات اور اقدار سماج کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی برتاؤ، رویوں، آداب اور سیاسی ومعاشی تحریکوں کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ جبکہ تاریخ کے عمل میں سیاسی، معاشی اور سماجی طاقتیں سماج کی ساخت بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

جامعہ ڈھاکہ میں شعبہ مذاہب عالم کے سربراہ ڈاکٹر قاضی نور الاسلام کے نزدیک یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کو بحیثیت ارکان خاندان ابراہیمی نہ صرف یہ کہ اپنے مفادات کے لئے بلکہ عالمی امن کے لئے ایک دوسرے کے قریب آنا چاہئے اور اس کے لئے مذاہب عالم کو مشرق اور مغرب دونوں جگہ ثانوی سطح کی تعلیم میں متعارف کرایا جائے۔

ڈاکٹر انیس احمد نے بنیاد پرستی کی اصطلاح کو بنیادی طور پر امریکہ کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی خودساختہ تعریف سے منسوب کیا۔ جو انیسویں صدی کے درمیان میں اٹھنے والی تحریک کی بدولت آئی تھی۔ ان کے بقول ۱۸۵۷ء میں پہلی مرتبہ ملل ایسٹ جرنل نے بنیاد پرستی کی اصطلاح مسلمانوں کے لئے استعمال کی۔ جبکہ سیموئیل ہنگٹن نے ۱۹۹۲ء میں اپنے مضمون میں لکھا کہ مغرب کے لئے مسئلہ اسلامی بنیاد پرستی نہیں بلکہ اسلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی حکومتوں نے مسلم دنیا میں غاصب حکمرانوں کی پشت پناہی کر کے اپنے تحفظ کی نوعیت کی مسلم ریاست کے ظہور کو وقوع پذیر ہونے سے روکے رکھا۔

ڈاکٹر انیس کے مطابق اسلام میں اندھے مقلدین کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اسلام علم کے ایسے کلچر کا علمبردار ہے جو معارف، مشاہدہ، تحقیق، تفکر، تعقل، تدبر، تعلیم اور تفہیم سے عبارت ہے۔ دوسری جانب اسلام کی روشن خیالی کی جڑیں قرآن اور سنت وعلم کا منبع تسلیم کر لینے میں پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ اسلام بنیادی طور پر غیر روایتی مذاہب ہے جو اعتماد کی دعوت دیتا ہے۔

تہران کی جامعہ شہید بہشتی کے شعبہ صحت اور سماج سے وابستہ ڈاکٹر حوریہ شمشیری نے عورتوں کی صحت کو ان کی حیاتیاتی ضرورت کی بناء پر مغرب اور مشرق کے درمیان ایک قدر مشترک قرار دیا۔ انہوں نے قرآن سے متعدد بار استفادہ کرتے ہوئے بتایا کہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے تسلسل کے حوالے سے جو ذمہ داری تفویض کی ہے اس کی روشنی میں ان کی صحت کا مسئلہ دنیا کی سرحدوں کا پابند نہیں۔

کابل میں گوئٹے انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ ابراہیم ہوتک نے کہا کہ عالمگیریت کے عمل نے ثقافتوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے اور ابلاغ کے جدید اوزاروں نے اطلاع کو حقیقی وقت میں نشر کر کے نئی قدروں کو جنم دیا ہے۔ جو ثقافتوں میں نہ صرف یہ کہ جدیدیت کے رجحانات کو مہمیز دینے کا باعث بن رہا ہے بلکہ مختلف ثقافتوں کے درمیان مکالمہ کا بھی سبب بنے گا۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی نائب سربراہ زہرہ یوسف نے کانفرنس کے شرکاء کو بتایا کہ انسانی حقوق کا فروغ دنیا کے کسی بھی خطہ میں کہیں بھی مقبول تحریک نہیں رہی اور اس حوالے سے جدوجہد سستی اور تنہائی سے عبارت ہے۔ مگر صرف مساوات اور حقوق انسانی کے پس منظر میں ہی دنیا کے شہریوں کے لئے اسلام اور مغرب میں مشترکہ اقدار کی تلاش ممکن ہو سکے گی۔

اس کانفرنس میں ہونے والی گفتگو سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مشترکہ اقدار کی تلاش کرنے کی تمام کوششیں بے سود اور بے کار ہیں۔ مذاہب عالم کے درمیان جو اختلافات موجود ہیں وہ رہیں گے۔ کسی طرح وہ ختم نہیں ہو سکتے۔ البتہ جس مذہب کے پیروکار طاقتور ہوں گے وہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور حسب طاقت انہیں کامیابی ملتی رہے گی۔ جیسا کہ اب بھی سب اس سے واقف ہیں۔

خط کشیدہ عبارت سے اتفاق نہیں اس لئے کہ آج کل کلیسائی مذہب کے پیروکار طاقتور ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکتے۔ مسلمان جس عقیدہ آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ یقین پر جان تو دے سکتا ہے۔ لیکن عیسائیت میں جذب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان اپنے اسلام پر مکمل عمل کریں۔ بادشاہ خلفاء راشدین کے طریق کو اپنائیں۔ عوام صحابہؓ کے دور کی یاد تازہ کریں۔ سرمایہ دار اسلام کے مطابق غریب پروری میں تیموں، بیوگان، مظلوموں کی دادرسی پر سرمایہ خرچ کریں۔ عیاشی اور فضول خرچیوں سے بچیں، عوام ایک دوسرے سے ہمدردی کا مظاہرہ کریں۔ اسلام نے انسانیت کی جو اقدار بلند کی تھیں ان کو دوبارہ لوٹائیں۔ تمام مذاہب والے اسلام میں جذب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام مذاہب کی ترجیحات اسلام سے ماخوذ ہیں۔ مسلمان اپنی اسلامی زندگی اپنا کر غیر مسلموں کے دلوں کو موہ سکتا ہے اور کسی مذہب میں یہ تاثیر نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تصویر بننے کی توفیق دے اور غیر مسلموں کو ہدایت دے۔ (آمین)

شمع نبوت کے پروانے!

جناب سید محمد محشر حسینی

ولولوں کی ہنگامہ خیزیاں، تمناؤں کا ہجوم، ارمانوں کا وفور، حسرتوں کی فراوانی اور امیدوں کی کثرت یہی وہ چیزیں ہیں جن سے انسان کی جوانی کا بت تیار ہوتا ہے۔ جس کے آگے دل کی پیشانیاں جھک جاتی ہیں اور حق وباطل کی تمیز باطل اور سلامت روی کے احساسات فنا ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر حضرت کلیم اللہ تقاضائے سن طفولیت کے باعث لعل کو چھوڑ کر سرخ انگاروں کی طرف ہاتھ بڑھا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان اپنے عہد شباب میں شباب کی خودرفتگیوں سے مجبور ہو کر تقدس وتقویٰ کے پاک دائرہ سے نکل کھڑا ہو اور رندانہ لغزشوں کو اپنے لئے زندگی کا کامیاب لمحہ عشرت تصور کرتا ہو اور میرا خیال ہے کہ اسی والہانہ جوش ومحویت کی وجہ سے اس کو شعبۃ من الجنون قرار دیا گیا ہے۔

مگر آقائے کائنات کی قمر طلعت جبیں رسالت پر ایمان لانے والے حنظلہ کو دیکھو۔ شباب کی سرمستیوں سے ان کی پاکباز نگاہیں بھی خمار آلود ہورہی ہیں۔ بے خودی وسرشاری کا عالم ہے۔ دل کے شورشکدۂ مستی میں امنگوں اور ترنگوں کے چشمے ابل رہے ہیں اور پھر امیدوں کی کامرانی اور تمناؤں کی فیروزمندی کا وہ کتنا خوشگوار منظر ہے کہ ان کے رشتہ حیات سے ایک معصوم ہستی کا دامن وابستہ کر دیا جاتا ہے۔ اب ان کا پہلوئے شوق ایک جنت نگاہ پھول کا حامل ہے اور اس کا یہ پہلا موقع ہے کہ دو پاک روحیں خلوت کی تنہائیوں میں اکٹھا ہو کر محو راز ونیاز ہیں اور میں نہیں بتا سکتا کہ وہ کیف وسرور کی کن نامعلوم گہرائیوں میں سرتا سر غرق ہوتے جارہے ہیں۔

اک جوش ہے کہ محو تماشائے جوش ہے

لیکن اف یہ بھی کتنا عبرتناک سماں اور کتنا دردناک منظر ہے کہ عین اسی وقت صدائے حرب بلند ہوتی ہے۔ الرحیل کی نفیر عام سے مدینہ کی گلیاں گونج اٹھتی ہیں۔ پھر اس وقت اپنے ٹھنڈے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ حضرت حنظلہؓ کے کانوں تک ہی یہ صدا پہنچتی ہے۔ فوراً حریم عیش کی راحت فرمائیوں اور لذت یابیوں سے کنارہ کش ہو کر نئی دلہن سے رخصت ہوتے ہیں۔ عروس جمال کی متکلم نگاہیں کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ لیکن شرم وحجاب سے نہ کہہ سکیں۔ البتہ اس کی خاموش دعائیں اپنے پیارے شوہر کی ہمرکاب سفر ہوگئیں کہ جس پاک دامن خاتون نے شادمانی شباب کے عالم میں ابھی پہلا قدم رکھا تھا۔

معرکہ احد برپا ہے۔ حضرت حنظلہؓ میدان کارزار میں جا پہنچے۔ خاراشگاف شمشیروں اور خون آشام نیزوں کی چماچم سے آنکھیں خیرہ ہورہی تھیں۔ عربی شہسواروں کی تگاپو سے مادر گیتی کانپ رہی تھی۔ گھوڑے کی ٹاپوں سے زمین کی طنابیں لرز رہی تھیں۔ دو بہادر قوموں کا تصادم ہوگیا۔ تلوار کی جھنکار اور نیزوں کی جھک جھک سے بجلیاں برس رہی تھیں۔ شمع

نبوت کا پروانہ بھی اس شعلہ زار میں یادھڑک کود پڑا۔ مدنی آقا کا عاشق جانباز حنظلہؓ۔ وہ حنظلہؓ جو ابھی کسی نازک بدن کی رشمیں زلفوں سے کھیل رہا تھا۔ وہی اب تلوار کی تیز دھاروں اور موت وہلاکت کے سرخ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔

لیکن آہ کہ جوش جاں سپاری کی ولولہ آفرینیاں تادیر نہ قائم رہ سکیں اور بہت جلد اس کی سرفروشانہ ادا میں محبوب کونین کو پسند آ گئیں۔ نشتر نوازش کے ایک ہی اشارے سے رگ گلو کی جنبش روک دی گئی اور عین اس وقت جبکہ یہ اسلام کا بہادر مجاہد ہاتھ میں خنجر آبدار لے کر حریف کے سینہ پر سوار تھا کہ عقب سے جعونہ ابن الاشعب نے اچانک وار کر دیا۔ جس سے حضرت حنظلہ کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ لاش پر ایک محشر سکوت برپا تھا اور ساری کائنات اس کے خاموش ماتم میں مصروف تھی۔ مگر ہاں جسے دنیا نے کل دولہا کی صورت میں دیکھا تھا وہ آج پھر حوروں کے جھرمٹ اور غلمانوں کے جمگھٹ میں دولہا بنایا جارہا ہے۔ بناؤ سنگار کے سارے سامان تیار کئے جارہے ہیں اور حتیٰ کہ جب وہ ملکوتی ہاتھوں سے نہلایا جارہا تھا تو مادی عالم میں بھی اس کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

تاجدار نبوت کو جب اپنے غسیل ملائکہ کی مکمل کیفیت معلوم ہوئی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے اور پھر نہیں کہا جاسکتا کہ جب یہ روح فرسا اور جگر گداز خبر ان کی اس رفیقہ حیات تک پہنچی ہوگی جس کا سہاگ ایک ہی رات کے بعد لٹ گیا اور جس کے ارمانوں کا گلشن چند ہی گھنٹے کی بہاروں کے بعد خزاں کے ظالم جھونکوں نے غارت کر ڈالا۔ اس پر کتنی قیامتیں بیک وقت ٹوٹ پڑی ہوں گی اور کس طرح وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ کر رہ گئی ہوگی۔

(بقیہ سرگرمیاں) قادیانیت ایک جھوٹا اور گندا مذہب ہے۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ قادیانیت سے تائب ہونے والی نومسلمہ المتین بنت شریف احمد کا اسلام قبول کرنے کے بعد بیان۔ تفصیلات کے مطابق نفیس نگر قادیانی اسٹیٹ کی ایک قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والی المتین ولد شریف احمد نے ۱۹ر دسمبر ۲۰۰۶ء کو نفیس نگر سے میرپورخاص آکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص سے رہنماؤں مولانا حفیظ الرحمن فیض اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی کے ہاتھ پر مدینہ مسجد دفتر ختم نبوت شاہی بازار میں اسلام قبول کر لیا اور پھر فیملی کورٹ میرپورخاص کی اجازت سے مولانا حفیظ الرحمن نے اس کا نکاح منظور ولد ہاشم گوٹھ جھنفان ضلع مٹھی تھرپارکر سے کر دیا۔ مولانا محمد علی صدیقی، مولانا حفیظ الرحمن فیض، مولانا شبیر احمد کرنالوی اور نوکوٹ کے قاری عبدالستار نے اس مسلمان ہونے والی بچی کی مکمل سرپرستی کا یقین دلایا۔

وفیات: گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر پی کے معاون محمد اکرم جبر کے والد انتقال کر گئے۔ میرپورخاص مجلس کے کارکن ماسٹر رحیم بخش پنہور کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ میرپور مجلس کے معاون عبدالستار نواب کے لڑکے کو اغوا کے بعد کراچی میں قتل کر دیا گیا۔ شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم کے صدر ملک محمد وسیم کے والد ملک بابو رشید احمد کا گذشتہ ماہ انتقال ہو گیا۔ مجلس ڈیرہ غازی خان کے معاون ملک بشیر احمد ملانہ کی نواسی اور بیٹی سانحہ جھوک اترا میں انتقال فرما گئیں۔ اسی طرح مجلس کے معاون حاجی فیض محمد کی بھتیجی بھی اس سانحہ میں انتقال فرما گئیں۔ ان تمام شخصیات سے اظہار تعزیت کے لئے میرپورخاص اور ڈیرہ غازی خان کے مبلغین حضرات نے ان کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا۔

الا اللہ......یعنی اللہ کے سوا......!

حضرت مولانا محب الحق حسینی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اور میں نے تم سے کہا کہ یہ ساز الست وہ ساز ہے جس کے تار بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن دنیا نے اس سے ہمیشہ ایک ہی آواز سنی جو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا وہی حضرت ہود علیہ السلام نے اور جو حضرت ہود علیہ السلام نے کہا وہی حضرت صالح علیہ السلام نے:

''قال یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیرہ • ہود'' ترجمہ:...... ''فرمایا کہ اے قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو (اس لئے کہ) اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں۔

ایک ہی جملہ تھا اور مختصر جملہ لیکن یہی وہ برق باطل سوز ہے جس کی چمک سے ہمیشہ گمراہوں کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں اور انہوں نے اس کو نہایت تعجب کی نظروں سے دیکھا ہے:

''قالوا یا صالح قدکنت فینا مرجواً قبل ھذا اتنھانا ان نعبد مایعبد آباؤنا • ہود''

ترجمہ:...... ''قوم نے کہا کہ جناب صالح! اس سے پہلے تو ہم تم کو ہونہار سمجھتے تھے (لیکن خود غلط بود پخہ ماپند اشیتم) کیا ہم کو تم ان چیزوں کی پرستش سے روکتے ہو جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے ہیں۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو ٹھیک ٹھیک وہی جواب دیا جو آج بھی تم قبر پرستوں کی زبان سے سنتے رہتے ہو۔ لیکن غیروں کی پرستش تو ہلاکت و بربادی کا وہ جہنمی اژدھا ہے جو بڑی بڑی قوموں کو دم زدن میں چباڈالتا ہے:

''انا ارسلنا علیھم صیحۃ واحدۃ فکانوا کھشیم المحتضر • قمر'' ترجمہ:...... ''ایک ہی کڑک ہم نے ان پر ایسی مسلط کی جس نے ان کو ایسا بنادیا جیسے باڑھ لگانے والے کی باڑھ کا پامال شدہ بھوسہ۔''

آسمانوں سے وہ ہلاکت پاش عذاب نازل ہوا جس نے حق کو سربلند کیا اور باطل کو خاک وخون میں ملاڈالا۔

''فلما جاء امرنا نجینا صالحا والذین آمنوا معہ برحمۃ منا ومن خزی یومئذ • ہود''

ترجمہ:...... ''پس جب ہمارا عذاب آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ایمان دار ہمراہیوں کو اپنی رحمت کی وجہ سے عذاب اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔''

توحید کا دامن پکڑنے والے لیلائے امن وعافیت سے ہم آغوش ہو گئے اور وہ جن کے دماغوں میں غیر اللہی حتریت متمکن تھا ان ظالموں کے متعلق تمام عالم میں یہ اعلان شائع کر دیا گیا کہ: ''واخذ الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جاثمین • کان لم یغنوا فیھا • ہود'' ترجمہ:...... ''ان ظالموں کو ایک گرج نے آدبایا جس سے وہ اس طرح خاک میں مل گئے کہ گویا کبھی آباد ہی نہیں تھے۔''

اور ہم نے دیکھا کہ اس عبرت ناک بغاوت کے نتائج دنیا کی لوح جبیں پر یوں منقش ہوگئے:

’’الا ان ثمود کفروا ربھم الا بعد الثمود ۰ ھود ‘‘ ترجمہ:......’’(ثمود کی داستان سنو) اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ پس خوب سن لو کہ اس کو رحمت (حیات) سے دوری ہوگئی۔‘‘

اور میں تو کہہ چکا ہوں کہ ساقی ازل نے ہمیشہ در میکدہ باز رکھا۔ مے گساران بزم کی ضیافت طبع کے لئے ہمیشہ وافر سامان فراہم کرتا رہا اور اس میں شک نہیں کہ جامہائے رنگین کا تنوع اور پیمانہائے مئے گلگوں کا تلون اس لئے ہوتا رہا کہ گرمی محفل کو دم بہ دم فروغ ہوتا رہے۔ لیکن یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کی جاسکتی کہ اختلاف محض مینا وسبو کی رنگتوں میں تھا۔ ورنہ شراب آتشیں ایک ہی تھی اور سب سے یکساں خمار آفرینی ہوتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ آدم نے جب سے زمین پر قدم رکھا تو حید کا ڈنکا اس وقت سے بج رہا ہے۔ پے بہ پے انبیاء ورسل مبعوث ہوتے ہیں۔ لیکن سب کے ہاتھ میں اسی توحید کا جھنڈا اور سب کی زبانوں پر اسی توحید کا نعرہ ہے۔ نوح علیہ السلام نے جس کی دعوت دی ہود علیہ السلام نے وہی پیام سنایا۔ صالح علیہ السلام نے جو خاکہ کھینچا اب ابرہیم علیہ السلام اس میں وہی روح پھونکتے ہیں۔ لیکن آہ کہ ابراہیم علیہ السلام کا طرز تبلیغ کس قدر دلکش اور دعوت توحید کتنی دلفریب ہے۔ بظاہر شرک آمیز تخیلات کے خود ہی ایوان تیار کرتے ہیں۔ باطل عقائد کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی کرتے ہیں اور پھر کفر کی متفقہ نگاہوں کے سامنے خود ہی ڈھا دیتے ہیں۔ شرک وبدعت کی دماغی تعمیروں کو توڑ پھوڑ کر روحانیت کی زمین ہموار کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس پر حق وہدایت کی بنیادیں قائم ہوں اور ان بنیادوں پر ایمان واسلام کے عظیم الشان سربفلک قلعے تیار ہوکر آسمان کفر کی ناروا بلندیوں پر قہقہہ انداز ہوں اور یہ تخریب وتعمیر کے سارے ہنگامے اس لئے برپا کئے کہ عملی ہدایت وراہ نمائی کے قدم نہایت کامیاب قدم ہوتے ہیں۔

آہ پھر تم دیکھو اس کی تبلیغ کی خوبی ودلفریبی کو دیکھو۔ حسن کار اور خوش اسلوبی کو غور سے دیکھو:

’’فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین ۰ فلما رای القمر بازغا قال ھذا ربی ۰ فلما افل قال لان لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالمین ۰ فلما رأی الشمس بازغة قال ھذا ربی ھذا اکبر ۰ فلما افلت قال یاقوم انی بری مماتشرکون ۰ انی وجھت وجھی للذی فطر السماوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ۰ انعام ‘‘ ترجمہ:......’’جب رات کی تاریکی ان پر چھاگئی تو انہوں نے ایک ستارے کو دیکھا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے۔ پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہا میں غروب ہونے والوں سے لگاؤ نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو چمکتا دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ (بھی) غائب ہوگیا تو فرمایا اگر میرا پروردگار میری رہنمائی نہ کرتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ پھر جب آفتاب کو چمکتا دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے (کہ) یہ تو سب میں بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی چھپ گیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم!

میں تمہارے شرک سے بےزار ہوں۔ میں نے اپنا رخ (سب سے یکسو ہوکر) اس ذات کی طرف کردیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

غور تو کرو۔ آسمان کو دیکھو اور پھر اس کے بزم انجم کی نظر فریبیوں کا مطالعہ کرو۔ کتنا دلکش سماں اور کتنا باصرہ نواز سین ہے اور میں تم سے کیا کہوں کہ ان بکھرے ہوئے نورانی ذروں میں نشاط انگیزیوں کے کیسے کیسے روشن آفتاب چمک رہے ہیں۔ اگر تمہارا دامن فطرت ذوق سلیم کی نعمتوں سے محروم نہیں ہے تو تم بغیر کسی دقت کے محسوس کرلو گے کہ اس ''حسن پریشان'' میں تسخیر وتالیف قلوب کی کتنی گہری قوتیں آرام کررہی ہیں۔ جن کے آستانہ جمال پر ہزار ہا پیشانیاں بلاتکلف جھک پڑتی ہیں۔

اور ہاں یہ میرے شاعرانہ خیالات ہی نہیں ہیں بلکہ تاریخ عالم کی زبان سے پوچھو وہ تمہیں بہتیری کواکب پرستی کی داستانیں بھی سناسکتی ہے اور تم تھوڑی دیر کے لئے اس مرکز سے ہٹ جاؤ جس کے متعلق آسمانی اشاروں میں چرخ نیلی فام کی زینت اور چراغ ہدایت جیسے گرامی القاب بتائے گئے ہیں۔ بلکہ ادھر دیکھو اور اس خوبصورت تماشہ کا نظارہ کرو جب لیلائے شب اپنے ہاتھوں میں فانوس ماہ لے کر نکلتی ہے اور یک بیک سارا عالم جگمگا اٹھتا ہے۔ ہر ہر ذرے پر خلد کی رعنائیاں لوٹنے لگتی ہیں۔

اف وہ چمکنے والے چاند کی نکھری ہوئی چاندنی نہیں ہوتی بلکہ وہ صباحت آگیں نور کا ایک سیلاب ہوتا ہے جس میں کائنات غرق ہوکر رہ جاتی ہے۔ بالخصوص موسم گل کی معطر چاندنی کی لہریں تو ایسی جانفزا ہوتی ہیں کہ نظارہ کرنے والا محو تماشا ہوکر کونین سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ پھر کیا تمہارا خیال ہے کہ ایسی حسین چاندنی کو پیشانیاں چومتی نہیں ہوں گی؟۔ ہاں ہاں! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سی ظاہر پرست قوموں نے اس در پر بھی جبیں سائی کی ہے اور اس عروس فلک کی بھی حمد وثنا کے ترانے گونجتے ہیں۔

لیکن تم اسے بھی نظر انداز کرو۔ آنکھیں کھولو اور شہنشاہ خاور کی افق تابیاں دیکھو۔ کتنی شان اور کتنی آن بان سے سارے آفاق پر چھا گیا ہے۔ اس نے اپنی زریں شعاعوں سے ایک نورانی چادر پھیلا دی ہے کہ جس کے سائے میں عناصر سانس لے رہے ہیں۔ وہ جب اپنے آتشیں رخساروں سے نقاب اٹھالیتا ہے تو مشرق سے مغرب تک ہل چل مچ جاتی ہے اور سارا جہان کاروباری ہنگامہ آرائیوں سے محشرستان ہوجاتا ہے۔ اسی تاجدار مشرق کی زرتار شعاعیں اپنی تنگ وسعتوں میں سمندروں کا پانی کھینچ کھینچ کر فضا میں ایک ابر کی چادر پھیلا دیتی ہے۔ پھر انہیں کے مست اور آوارہ ٹکڑے ادھر ادھر پھیل جاتے ہیں۔ ان ٹکڑوں کی رنگینیاں بجائے خود ایک داستان جمال ہوتی ہیں اور پھر جب وہ کارساز فطرت کے اشارے پاجاتے ہیں تو دریا کے دریا بہادیتے ہیں جس سے عالم سیراب ہوجاتا ہے۔ مردہ زمینیں جاگ اٹھتی ہیں۔ انسانی آبادیوں میں از سر نو حیات کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔

اور اس نے اپنی انہیں گوناگوں حیرت انگیز حیثیتوں کے باعث بہت سے ناآشنایان حقیقت کے ذوقہائے نیاز پر حکومت کی ہے اور یہی چیز تھی جس کی وجہ سے موحد اعظم نے اس کو ''ھذا اکبر'' کہا۔

لیکن ٹھہرو۔ یہی حقیقت شناسی و باریک بینی اور یہی حق کوشی و ژرف نگاہی کا موقع ہے۔ جہاں عام عقول واذہان ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتی ہیں اور حق و ہدایت کی جستجو میں ناکام رہ جاتی ہیں۔

حضرت ابوالانبیاء کا اعلیٰ ترین مقصد یہ تھا کہ حقیقی رب سے مخلوقات نے رشتہ عرفان کو وابستہ کردیں اور وہ اپنے سچے پروردگار سے آشنا ہوجائے۔

لیکن انہوں نے جب موجودہ اقوام کے عقائد کا جائزہ لیا اور ان کی ذہنیتوں کی پرواز کا معائنہ کیا تو انہیں بہت جلد معلوم ہوگیا کہ ان کے معتقدات کی رسائی محض اجرام فلکیہ تک ہے اور بس۔

حضرت خلیل اللہ نے دعوت تبلیغ حق کے لئے ایک نہایت گہری حکمت سے کام لیا۔ انہوں نے بھی اول اول اسی تخیل کی بنیاد ڈالی جس پر غیروں نے خیمے نصب کر لئے تھے۔ لیکن پھر خود ہی اسے نکما اور بے کار کر کے بہت جلد اکھاڑ پھینکا۔

فرمایا کہ ستارے معبود ہیں؟ لیکن جب وہ غروب ہوگئے تو خود ہی اس خیال باطل کی تکذیب کردی۔ پھر حسین چاند کو خدا کہا۔ لیکن جب وہ بھی نظروں سے روپوش ہوگیا تو اس کی خدائی کے عقیدے کی بھی دھجیاں اڑادیں۔ پھر سب سے بڑے نورانی مرکز کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسے اکبر کہا۔ لیکن جب اس پر بھی افول غروب کی موت طاری ہوئی تو صاف صاف کہہ دیا کہ غروب ہوجانے والی چیزوں کو ہرگز معبود نہیں قرار دیا جا سکتا اور وہ کیونکر سارے جہان کی پروردگار ہوسکتی ہیں کہ ان کا سرمایہ حیات محض ایک نور ہے۔ اگر وہ نور ہی کی وجہ سے ربوبیت عالم کے لئے کافی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ کائنات ان کے فیضان ربوبیت سے یکساں طور پر مستفیض نہیں ہوسکتی اور نہ وہ خود قدرت رکھتی ہیں کہ اپنے نور سے گیتی کو ہمہ دم روشن رکھ سکیں کہ وہ مجبور غروب ہیں۔ پھر ان کو رب عالم قرار دینا دانائی کے خلاف ہے۔ یقیناً کوئی اور زبردست طاقت ہے جو ان چیزوں سے بالاتر ہے اور وہی رب السماوات والارض ہے۔ پس میں تو ان چیزوں کی خداوندی سے ہاتھ اٹھا چکا اور اس باطل عقیدہ کو پامال کر چکا اور میں اس مشرک قوم سے بھی بیزار ہوگیا جو غلط فہمی کا شکار ہوئی اور اب تک اس پر حقیقت کے دروازے نہیں کھلے۔

آدم ثالث نے اس طرح صحیح عقائد کی بنیاد ڈالی اور ان کی کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ تائید کی اور بتادیا کہ آسمانوں تک پہنچ خیال کا جاکر رہ جانا انسانیت کی معراج نہیں ہے۔ بلکہ ان چیزوں سے بہت ہی بالاتر حدود فہم وامکان سے باہر دائرہ ادراک سے وراء لوراء جاکر رب الکونین کا آستانہ جلالت مآب ہے۔ جہاں انسانیت بجا طور پر سجدہ ریز ہوسکتی ہے اور اس کے علاوہ کسی دوسری چوکھٹ پر مکرم طائفہ کا خمیدہ سر ہونا فطرت سلیمہ کی توہین اور انسانیت کی ذلت

ورسوائی ہے۔ کج فہم انسانوں کے سامنے ایک بالکل نئی چیز آ گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ عمود عالم بھی الٰہیات کے سمندروں میں کود پڑے۔ غوطہ لگاتے ہیں اور پھر ابھرتے ہیں۔ لیکن یکا یک ان کی نظروں سے حجابات اٹھ گئے اور وہ حیرت زدہ ہو کر اس یقین ومعرفت کے ساحل کو دیکھنے لگے جہاں حضرت ابراہیم جا کر اطمینان کی سانسیں لے رہے تھے۔

انہوں نے محسوس کیا کہ ہمارے غور وفکر کی بلندی ناقص تھی اور محدود ہمارے خیالات کی دنیا میں ظلمت تھی اور تاریکی۔ لیکن جہاں ابراہیم چاند وسورج کو پھاند کر جا پہنچے وہاں سراسر نورانیت ہے اور روشنی۔ ان کے عالی افکار امحدود اور تخیلات حدود فہم وخرد سے بالاتر ہیں۔

یہ تاریخ ابراہیمی کا پہلا دن تھا اور پہلا موقع کہ جس میں موحد اعظم نے اصلاح ودعوت کی تخم ریزی کی اور ادمغۂ مظلمہ نے بھی اسے محسوس کر لیا۔ اس کے بعد اس کے قدم آگے بڑھتے ہیں اور اب وہ دور آتا ہے کہ خدا کا یہ برگزیدہ پیغامبر دنیا کو صاف صاف پیغام توحید سنانا چاہتا ہے اور براہ راست ان کے مشرکانہ عقائد کی خرمن پر وحدت کی بجلیاں برساتا ہے کہ جس کے لئے مبعوث ہوا تھا اور جو کہ اس کے اگلوں کی سنت قائمہ تھی۔

مگر میں نے تم سے کہا کہ اگلوں سے ان کا طرز تبلیغ جداگانہ تھا۔ ان کا دائرہ عمل وسیع تھا اور بہت وسیع۔ دنیائے شرک وبدعت سے ان کی جنگ نہایت عبرتناک اور سبق آموز جنگ ہے۔ چنانچہ ان کا تبلیغی جہاد شروع ہوتا ہے اور سب سے پہلا حملہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو قبر کے پوجنے والے مجاوروں کی طرح مورتیوں کے سامنے آسن جمائے بیٹھے رہتے تھے۔ باپ اور قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

''ماهذه التماثيل التى انتم لها عاكفون · ابراهيم'' ترجمہ:...... ''یہ کیا واہیات مورتیں ہیں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔''

حضرت ابو محمد کو جواب دیا جاتا ہے اور غور کرو کتنا قابل رحم جواب ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم کو ان مورتیوں سے نیاز مندانہ وابستگی کی غرض وعافیت تو نہیں معلوم ہے۔ لیکن غرض وغایت سے کیا غرض۔ یہ تو ہمارے بزرگوں کا موروثی طریقہ چلا آتا ہے۔ یہ کوئی نئی بدعت نہیں ہے:

''قالوا وجدنا آباء نا لها عابدون'' ترجمہ:...... ''کہنے لگے کہ ہم نے تو اپنے بڑے بوڑھوں کو ان کی عبادت کرتے دیکھا ہے۔''

حضرت خلیل اللہ نے پیغمبرانہ انداز میں فرمایا کہ:''لقد كنتم وآبائكم فى ضلال مبين'' ترجمہ:...... ''تم نے اور تمہارے سلف صالحین نے صریح غلطی کی۔''

یہاں موضوع کلام سے متعلق شے محض اتنی پیش کرنی ہے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے زبردست اور معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس میں حق کامیاب ہوا اور باطل کو نہایت شرمناک شکست ہوئی۔ لیکن جب قوم نے ہٹ دھرمی کی جیسا کہ ایسی جماعتوں کا قاعدہ ہے تو نوجوان موحد نے غیرت دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

''اف لکم ولما تعبدون من دون الله افلا تعقلون ۰ ابراھیم ''ترجمہ:…… ''تف ہے تم پر (کہ باوجود وضوع حق کے باطل پر مصر ہو) اور ان پر (خواہ وہ بت ہوں یا مورت ہو یا تربت) جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

یہ سن کر الٹی کھوپڑی والوں کو تاؤ پر تاؤ آیا اور وہ ہمہ تن شرارت و بدتمیزی پر آمادہ ہو گئے:

''قالوا حرقوه ۰ ابراھیم ''ترجمہ:…… ''(آپس میں) انہوں نے کہا (کہ اس کا بدلہ لینا چاہئے اور سخت بدلہ یعنی) ان کو پھونک کر خاک کر دینا چاہئے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا وقت آ پہنچا اور امتحان بھی نہایت صبر آزما تھا۔ جان کی آزمائش تھی اور بے حد روح فرسا۔ لیکن ان پر مطلق خوف و ہراس نہ طاری ہوا کہ اس کے پاکیزہ مصطفیٰ قلب پر رحمت و سکینت کی بارش ہو رہی تھی اور طمانیت کا نزول۔ وہ خاموشی کے ساتھ سب کچھ دیکھتا رہا۔

ایک آگ کا دوزخ نما الاؤ تیار ہوا اور اس کے دہکتے ہوئے سرخ سرخ انگاروں اور بھڑ کتے ہوئے جہنم بدوش شعلوں کے اندر خدا کے خلیل کو ڈال دیا گیا۔ صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ توحید کا غیور فرزند تھا اور توحید ہی کا پیغامبر۔ لیکن میں نے تم سے کہا کہ آسمان کے پرخچے اڑ سکتے ہیں، زمین کی دھجیاں بکھر سکتی ہیں، سمندر آتش کدہ بن سکتا ہے، پہاڑ دریاؤں کی صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں، مگر نہیں ٹل سکتا تو فطرت کا قانون اور نہیں بدل سکتا تو خدائے لایزال کا اٹل دستور: ''ولن تجد لسنة الله تبديلا ۰ ولا تبديل لكلمات الله ''ترجمہ:…… ''سنن الٰہیہ میں تغیر ناممکن (اور خدا کی باتوں میں تبدیلی محال ہے۔''

اور یہی ہوا کہ وہ آگ جس کی ایک لپیٹ دنیا کو سوخت کر سکتی ہے اور جس کی ایک چنگاری کائنات کو پھونک کر خاکستر بنا سکتی ہے اسی آگ کے دریا میں توحید کا سچا علمبردار ڈال دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک بال تک نہیں بیگا ہوتا۔ بلکہ قدرت الٰہی کی تماشہ کاریاں تو یہاں تک حیرت انگیز ہو گئیں کہ آتش کدہ کا ایک ایک شعلہ گلستان ہو گیا اور خنکی و برودیت کا سرچشمہ حیات۔ اس لئے کہ اس کو حکم مل چکا تھا کہ: ''یانارکونی بردا وسلاماً علیٰ ابراھیم ''ترجمہ:…… ''اے آگ تو ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا۔''

(بقیہ: حضرت مولانا ربانی)

مولانا محمد یعقوب ربانی نے چنیوٹ کے محلہ غفور آباد میں دو کنال اراضی خرید کر اس میں مدرسہ اویسیہ ختم نبوت قائم کیا۔ اس وقت اس میں حفظ و ناظرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ آپ کا حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ سے بیعت کا تعلق تھا۔ جمعرات شام کو انتقال ہوا۔ جمعہ کے دن جنازہ ہوا۔ جنازہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد زاہد نے پڑھایا۔ جنازہ میں جم غفیر شامل تھا۔ علماء اور طلباء کی کثرت تھی۔ تبلیغی مرکز محلہ درکھاناں میں جنازہ ہوا اور جھنگ روڈ قبرستان حافظ دیوان میں آخری گھر بنا۔ حق تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا محمد یعقوب چنیوٹی بھی چل بسے!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا محمد یعقوب چنیوٹی ۲۱؍دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا محمد یعقوبؒ جناب محمد وارث وسیر کے گھر دسمبر ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم چنیوٹ میں حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم چنیوٹ میں جناب قاری ارشاد احمد پانی پتی کے ہاں حفظ قرآن کی تعلیم مکمل کی۔ دینی تعلیم احیاء العلوم چنیوٹ، جامعہ قاسمیہ فیصل آباد اور جامعہ خیر المدارس ملتان میں حاصل کی۔

دورہ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ دورہ حدیث شریف کی سند ۷؍صفر ۱۳۹۰ھ کو جاری ہوئی جس پر حضرت مولانا رسول خان، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا عبید اللہ اشرفی، حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی کے دستخط ہیں۔ ان اساتذہ کے علاوہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد سے بھی آپ نے کسب فیض کیا۔

حضرت مولانا محمد یعقوبؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد چنیوٹی ہر دو بچپن کے ساتھی تھے۔ حفظ قرآن سے دورہ حدیث شریف تک ساتھ رہا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب عمر میں بڑے تھے۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ نے چھوٹے بھائی اور ساتھی ہونے کے ناطے ان سے خوب تعلق کو نبھایا۔ فراغت کے بعد مدرسہ فیض العلوم پہلے محلّہ درکھاناں پھر محلہ عثمان میں قائم کیا۔ حضرت مولانا نذیر احمد بانی مدرسہ اور حضرت مولانا یعقوبؒ مدرس قرار پائے۔ فیض العلوم مدرسہ میں سینکڑوں ناظرہ اور بیسیوں حفظ کے طلباء نے آپ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کی ذاتی مصروفیات زمیندارہ وغیرہ کے باعث عملاً صبح وشام مدرسہ میں تعلیم اور طلباء کی رہائش، داخلہ، تربیت کا تمام تر نظم حضرت مولانا محمد یعقوبؒ نے اپنے ذمہ لگائے اور نبھائے رکھا۔

جناب خان اسد اللہ خان چنیوٹ کے باسی تھے اور مغل بادشاہ شاہجہاں کے وزیر تھے۔ خان اسد اللہ خان نے چنیوٹ کی شاہی مسجد کی تعمیر وترقی کے لئے جہاں سعی مشکوری وہاں اپنے پیرومرشد (شاہ برہان) کا مقبرہ تعمیر کرایا اور اس کے ساتھ شاہ برہان مسجد تعمیر کرائی۔ اس محلّہ کو اسی نسبت سے محلّہ شاہ برہان کہا جاتا ہے۔ اس محلّہ میں چنیوٹ کی اہم دینی وسیاسی شخصیت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا بھی رہائشی مکان ہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ نے ۱۴؍اگست ۱۹۷۰ء کو فجر کی نماز سے امامت وخطابت کی ذمہ داری سنبھالی اور آخری صحت کے دور تک کمال درجہ حسن ذمہ داری کے ساتھ اس کو نبھایا۔ اس مسجد کی خطابت کے ساتھ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ برہانی کا لاحقہ استعمال کرنا شروع کیا۔ یوں اب وہ حضرت مولانا محمد یعقوب برہانی کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

چنیوٹ میں قیام پاکستان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران میں چوہدری محمد ظہورؒ، حاجی فیروز دینؒ، شیخ منظور احمدؒ اور دوسرے بہت سارے حضرات تھے۔ تب سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں دھوم دھام سے منعقد ہوتی تھی۔ غالباً ۱۹۷۷ء سے مولانا محمد یعقوب ربانی بھی اس قافلہ میں شریک سفر ہوگئے۔ ۱۹۸۲ء میں چنیوٹ سے یہ کانفرنس چناب نگر میں منتقل ہوئی تو مولانا محمد یعقوب بھی برابر اس کے نظم ونسق میں صف اول میں شامل رہے۔ کئی دفعہ مجلس چنیوٹ کے ناظم تبلیغ، ناظم اعلیٰ اور امیر کے عہدوں پر بھی کام کیا۔

حضرت مولانا محمد یعقوب جوانی میں خوش شکل، خوش لباس و خوش خوراک تھے۔ کڑیل جوان، رعنا، وجیہہ چہرہ اور عربی رومال سر پر آپ کی شناخت تھی۔ خطابت میں حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی کے آئیڈیل حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ تھے۔ حضرت مولانا ربانی عام خطاب اور خطبہ بہت تیاری کے ساتھ کرتے تھے اور جس موضوع پر بولتے اس کا اپنے طور پر حق ادا کردینے میں اپنی طرف سے کسر نہ اٹھا رکھتے۔ ختم نبوت، عظمت صحابہؓ، مدح اہل بیتؓ، اتحاد بین المسلمین آپ کے پسندیدہ عنوانات تھے۔ چنیوٹ شہر میں دیگر شہروں کی طرح دھڑوں کی سیاست ہے۔ مولانا ربانی نے چنیوٹ کی سطح پر اپنی سیاسی محنت کے لئے جس دھڑے کا انتخاب کیا نہایت ہی استقلال وعزم کے ساتھ آخری وقت تک اسے نبھایا۔ حق دوستی ادا کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ جس کے ساتھ جتنا تعلق ہوا اس میں زندگی بھر رنگ بھرتے رہے۔ حضرت مولانا نذیر احمد چنیوٹی کے ساتھ طالب علمی کے زمانہ سے دوستانہ ہوا۔ شہری سیاست، مذہبی خدمات، تعلیم وتعلم کے لئے ان کے ساتھ بھرپور مجاہدہ سے شریک سفر رہے۔

حضرت مولانا نذیر احمد مرحوم کے وصال کے وقت ان کے صاحبزادہ مولانا فیض نذیر زیر تعلیم تھے۔ جب یہ فارغ التحصیل ہوکر مدرسہ کے مہتمم بنے۔ آپ نے اپنی مرنجان مرنج طبیعت کے باعث جنوری ۲۰۰۱ء تک اس مدرسہ میں تدریس کے عمل کو جاری رکھا۔ جب دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب مدرسہ کو اکیلے آسانی سے بطریق احسن چلانے کے قابل ہوگئے ہیں تو بہت ہی شریفانہ انداز میں ان سے رخصت پاکر ایسے واپس ہوئے کہ پھر اس کی طرف سے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلیا۔ اس خوبصورت طرز عمل کی بہت کم مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں۔

گزشتہ دس پندرہ سال سے شوگر کے زیر اثر آگئے۔ وفات سے پانچ سال قبل اہلیہ کا وصال ہوگیا تو خیر سے عقد ثانی میں دیر نہ لگائی۔ شوگر نے بھی دھیرے دھیرے آپ کو گھیرے میں لینا شروع کیا۔ گزشتہ چند ماہ سے بہت علیل ہوگئے تو اپنے صاحبزادہ مولانا محمد افضل صاحب کو اپنی مسجد کے منبر پر بٹھا کر جمعہ وعیدین کا خطبہ ان کے سپرد کردیا۔ اس وقت یہ صاحبزادہ صاحب جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف کررہے ہیں۔ دوسرے بڑے صاحبزادہ محمد یوسف ایل ایل بی ہیں اور ایک مل میں ملازمت کررہے ہیں۔ سب سے چھوٹے صاحبزادہ نصیر احمد مشکوٰۃ شریف کی کلاس میں جامعہ ملیہ چنیوٹ میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کے علاوہ تین صاحبزادیاں ہیں اور تینوں شادی شدہ اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

(بقیہ صفحہ 34 پر)

آخری قسط!

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری

پھر شریعت محمدیہ آسمان سے نازل ہوئی جو کہ سب شریعتوں سے اکمل' افضل' اعلیٰ اور پختہ تر ہے اور انسانوں کے مصالح' معاش و معاد کے زیادہ مناسب اور عقل کے زیادہ موافق ہے' خدا تعالیٰ نے اس امت کا دین کامل اور ان پر اپنی نعمت پوری کی' اور طیبات میں سے اس امت کے لئے بعض وہ چیزیں حلال ٹھہرائیں جو کسی امت کے لئے حلال نہیں تھیں' چنانچہ مرد کے لئے جائز ہوا کہ بحسب ضرورت چار عورت تک سے نکاح کر سکے' پھر اگر مرد و عورت میں نہ بنے تو مرد کو اجازت دی کہ اس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلے' کیونکہ جب پہلی عورت موافق طبع نہ ہو یا اس سے کوئی فساد واقع ہوا اور وہ اس سے باز نہ آئے تو شریعت اسلامیہ نے ایسی عورت کو مرد کے ہاتھ اور پاؤں اور گردن کی زنجیر بنا کر اس میں جکڑنا اور اس کی کمر توڑنے والا بوجھ بنانا تجویز نہیں کیا اور نہ اس دنیا میں مرد کے ساتھ ایسی عورت کو رکھ کر اس کی دنیا کو دوزخ بنانا چاہا ہے۔

لہٰذا خدا تعالیٰ نے ایسی عورت کی جدائی مشروع فرمائی اور وہ جدائی بھی اس طرح مشروع فرمائی کہ مرد' عورت کو ایک طلاق دے' پھر عورت تین طہر یا تین ماہ تک اس مرد کے رجوع کا انتظار کرے' تاکہ اگر عورت سدھر جائے اور شرارت سے باز آجائے اور مرد کو اس عورت کی خواہش ہو جائے یعنی خدائے مصرف القلوب عورت کی طرف مرد کے دل کو راغب کردے تو مرد کو عورت کی طرف رجوع کرنے کا دروازہ بھی مفتوح رہے' تاکہ مرد عورت سے رجوع کر سکے اور جس امر کو غصہ اور شیطانی جوش نے اس کے ہاتھ سے نکال دیا تھا' اس کو مل سکے اور چونکہ ایک طلاق کے بعد پھر بھی جانبین کی طبعی غلبات اور شیطانی چھیڑ چھاڑ کا اعادہ ممکن تھا' اس لئے دوسری طلاق مدت مذکورہ کے اندر مشروع ہوئی' تاکہ عورت بار بار کی طلاق کی تلخی کا ذائقہ چکھ کر اور خرابی خانہ کو دیکھ کر دوبارہ اس قبیحہ کا اعادہ نہ کرے جس سے اس کے خاوند کو غصہ آوے اور اس کے لئے جدائی کا باعث ہو اور مرد بھی عورت کی جدائی محسوس کر کے عورت کو طلاق نہ دے۔

اور جب اس طرح تیسری طلاق کی نوبت آپہنچے' تو اب یہ وہ طلاق ہے' جس کے بعد خدا کا یہ حکم ہے کہ اس مرد کا رجوع اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے نہیں ہوسکتا' اس لئے جانبین کو کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق تک تمہارا آپس میں رجوع ممکن تھا' اب تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ ہو سکے گا' تو اس قانون کے مقرر ہونے سے وہ دونوں سدھر جائیں گے کیونکہ جب مرد کو یہ تصور ہوگا کہ تیسری طلاق اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان بالکل جدائی ڈالنے والی ہے' تو وہ طلاق

دینے سے باز رہے گا۔ کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہوگا کہ اب تیسری طلاق کے بعد یہ عورت مجھ پر دوسرے شخص کے شرعی، معروف اور مشہور نکاح اور اس کی طلاق وعدت کے بغیر حلال نہ ہو سکے گی اور دوسرے شخص کے نکاح سے عورت کا علیحدہ ہونا بھی یقینی نہیں پھر دوسرے نکاح کے بعد بھی جب تک دوسرا خاوند اس کے ساتھ دخول نہ کرلے پھر اس کے بعد یا تو وہ مر جائے یا برضا و رغبت خود اُسے طلاق دیدے اور وہ عورت عدت نہ گزار لے، تب تک وہ اس کی طرف رجوع نہ کر سکے گا، تو اس وقت مرد کو اس رجوع کی ناامیدی کے خیال سے اور اس احساس سے ایک دوراندیشی پیدا ہوگی اور وہ خدا تعالیٰ کی ناپسندیدہ ترین مباح یعنی طلاق دینے سے باز رہے گا، اسی طرح جب عورت کو اس عدم رجوع کی واقفیت ہوگی تو اس کے اخلاق بھی درست رہیں گے اور اس سے ان کی آپس میں اصلاح ہو سکے گی، اور اس نکاح ثانی کے متعلق نبی علیہ السلام نے اس طرح تاکید فرمائی کہ وہ نکاح ہمیشہ کے لئے ہو پس اگر دوسرا شخص اس عورت سے اپنے پاس ہمیشہ رکھنے کے ارادہ سے نکاح نہ کرے بلکہ خاص حلالہ ہی کے لئے کرے تو آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جب پہلا شخص اس قسم کے حلالہ کے لئے کسی کو رضامند کرے تو اس پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

تو شرعی حلالہ وہ ہے کہ جس میں خود ایسے اسباب پیدا ہو جائیں کہ جس طرح پہلے خاوند نے اتفاق عورت کو طلاق دی تھی، اسی طرح دوسرا بھی طلاق دے یا مر جائے تو عورت کا عدت کے بعد پہلے خاوند کی طرف بلا کراہت رجوع درست ہے۔

پس اتنی سخت رکاوٹوں کے بعد پہلے خاوند کی طرف رجوع کے جواز کی وجہ مذکورہ بالا تفصیلات سے ظاہر و باہر ہے کہ اس میں عورت اور نکاح کی عزت وعظمت اور نعمت الٰہی کے شکر، نکاح کے دوام اور اس تعلق کے نہ ٹوٹنے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، کیونکہ جب خاوند کو عورت کی جدائی سے اس کے دوبارہ ملاپ کے درمیان اتنی ساری رکاوٹیں حائل ہوتی محسوس ہوں گی تو وہ تیسری طلاق تک نوبت نہیں پہنچائے گا۔“

(بحوالہ احکام اسلام عقل کی نظر میں از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)

رہی یہ بات کہ اس سلسلہ میں عورت ہی کو ان تمام مراحل سے کیوں گزارا گیا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شوہر ثانی سے نکاح کی شرط میں شوہر اول کو اس مفارقت وجدائی کا مزہ چکھانا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا کسی ضرورت و مصلحت اور سوچے سمجھے طلاق دینے اور اپنے نفس کی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کا یہ عذاب ہے کیونکہ کوئی باغیرت مرد اس قدر اپنی تذلیل کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے کسی غلط عمل کی وجہ سے اس کی بیوی دوسرے مرد سے نکاح کرے، اس کے بستر کی زینت بنے اور پھر وہ دوبارہ اس کے نکاح میں آئے۔

دیکھا جائے تو اس میں بھی اس خاتون کی عزت وتکریم کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لئے کہ طلاق دہندہ مرد کو باور کرایا جارہا ہے کہ جس کو تم نے بے قدر سمجھا تھا، وہ ایسی بے قدر نہیں ہے، بلکہ وہ تو کسی دوسرے مرد سے نکاح کرکے باعزت زندگی

گزار سکتی ہے۔لیکن جب دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اس کو طلاق دے دے یا وہ مر جائے اور پھر پہلا شوہر اس سے نکاح کی رغبت کرے گا تو آئندہ وہ اس عورت کی پہلے جیسی ناقدری نہیں کرے گا' بلکہ وہ اسے عزت وعظمت کا مقام دے گا۔اب بتلایا جائے کہ اس میں مرد کی توہین وتذلیل زیادہ ہے یا عورت کی؟۔

افسوس!!! کہ اس فطری مسئلہ پر اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کے ہاں عورت محض شہوت رانی کا ایک ذریعہ ہے اور وہ اسے کسی شمع محفل اور داشتہ سے زیادہ حیثیت دینے کے روادار نہیں۔قادیانیوں کی طرف سے یہ سوال دراصل اپنے آباؤاجداد یورپی مستشرقین سے مرعوبیت اور ان کی ہم نوائی کا شاخسانہ ہے اور بس!

۱۲:...... ''حضرت محمد نے قصاص و دیت کا قانون کیوں وضع کیا؟۔مثال کے طور پر اگر میں قتل کردیا جاتا ہوں اور میرے اپنی بیوی یا بہن بھائیوں سے اختلافات ہیں تو لازماً ان کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ میرے بدلے میں زیادہ سے زیادہ خون بہا لے کر میرے قاتل سے صلح کرلیں اور باقی عمر عیش کریں' میں تو اپنی جان سے گیا' میرے قاتل کو پیسوں کے عوض یا اس کے بغیر معاف کرنے کا حق کسی اور کو کیوں تفویض کیا گیا؟۔کیا اس طرح سزا سے بچ جانے پر قاتل کی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی؟۔کیا پیسے کے بل بوتے پر وہ مزید قتال کے لئے اس معاشرے میں آزاد نہیں ہوگا؟۔پچھلے دنوں سعودی عرب میں ایک شیخ 'ایک پاکستانی کو قتل کرکے سزا سے بچ گیا' کیونکہ مقتول کے اہل خانہ نے کافی دینار لے کر قاتل کو معاف کردیا تھا۔اس قانون کے نتیجے میں صرف وہ قاتل سزا پاتا ہے' جس کے پاس قصاص کے نام پر دینے کو کچھ نہ ہو۔پاکستان ہی کی مثال لے لیں' قیام سے لے کر اب تک' باحیثیت افراد میں سے صرف گنتی کے چند اشخاص کو قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا ملی' وہ بھی اس وجہ سے کہ مقتول کے ورثا قاتل کی نسبت کہیں زیادہ دولت مند تھے۔لہٰذا انہوں نے خون بہا کی پیشکش ٹھکرادی۔اس قانون کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی باحیثیت شخص کسی کا قتل کردیتا ہے تو قاتل کے اہل وعیال و رشتہ دار مقتول کے ورثا پر طرح طرح سے دباؤ ڈالتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں' جس پر ورثا قاتل کو معاف کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔کیا حضرت محمد نے اس قانون کو وضع کرکے ایک امیر شخص کو براہ راست ''قتل کا لائسنس'' جاری نہیں کیا؟۔''

جواب:..... اس سوال کے جواب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی انسان کے ہاتھوں دوسرے انسان کے قتل ہوجانے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کسی نے جان بوجھ کر کسی کو جان سے ماردیا' دوم یہ کہ وہ کسی شکار وغیرہ کو مارنا چاہتا تھا' مگر غلطی سے اس کے نشانہ پر کوئی انسان آگیا' اور وہ مر گیا' یا اس نے سمجھا کہ سامنے والا حیوان اور شبیہ کسی جنگلی جانور یا شکار کی ہے' مگر اتفاق سے وہ کوئی انسان تھا جو شکاری کی گولی کا نشانہ بن کر مر گیا' پہلی صورت کو قتل عمد کہتے ہیں جس کی سزا قصاص ہے' اور دوسری صورت قتل خطا کی ہے اور اس کی سزا دیت اور خوں بہا ہے' قتل عمد میں اگر مقتول کے وارث قصاص لینے کی بجائے فی سبیل اللہ' یا خوں بہا لے کر قاتل کی جان بخشی کرنا چاہیں تو شریعت نے ان کو اختیار دیا ہے...... مگر اس کا یہ

معنی بھی نہیں کہ اگر بالفرض قاتل' قصاص سے بچ جائے تو حکومت بھی اس کو اس کی اس درندگی پر کوئی سزا نہ دے' یا اس کی درندگی کی روک تھام کے لئے اسے کسی مناسب تعزیر سے بھی بری قرار دے دے۔...... یہی وہ صورت ہے جس پر قادیانیوں کو اعتراض ہے۔

مگر افسوس! کہ ان کا اعتراض کسی واقعی اور عقلی شبہ کی بنا پر نہیں ہے' بلکہ محض اپنے یورپی آقاؤں اور عیسائی محسنوں کی ہم نوائی اور خوشنودی حاصل کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

اس لئے کہ قانون دیت وقصاص' جو دراصل قتل وغارت گری کے سد باب کا بہترین وموثر ذریعہ ہے' اس میں محض فرضی احتمالات کے ذریعے کیڑے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو قصاص ودیت کے اس قانون کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کی صورت میں کسی طالع آزما کو کسی معصوم کی جان سے کھیلنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔

اس لئے کہ اگر گواہوں سے یہ ثابت ہوجائے کہ قاتل نے جان بوجھ کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہے تو اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا' اور اگر کوئی قاتل اپنے اس جرم کی وجہ سے کیفر کردار کو پہنچ جائے تو اس سے پورے معاشرہ کو قتل وغارت گری سے نجات مل جائے گی اور آئندہ کسی قاتل کو اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب سے پہلے سو بار سوچنا ہوگا کہ میں جو کام کرنے جارہا ہوں' اس کی سزا میں' میں خود بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا' لہٰذا اس جرم کے ارتکاب کا معنی یہ ہے کہ میں اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کرنے جارہا ہوں' اسی کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

''ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب ۰ البقرہ:۱۷۹'' ترجمہ:...... ''اور تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے' اے عقلمندو!''

لیکن اگر قتل کی کسی واردات میں شواہد' قرائن اور گواہوں سے ثابت ہوجائے کہ واقعی' قاتل نے عمداً اس جرم کا ارتکاب نہیں کیا' تو اس صورت میں قاتل کو قصاصاً قتل تو نہیں کیا جائے گا' مگر چونکہ قاتل کی ہی غلطی سے مقتول کی جان ضائع ہوئی ہے' اس لئے تو بطور سزا اس پر یہ تاوان رکھا گیا ہے کہ مقتول کے ورثا کی اشک شوئی کے طور پر وہ مقتول کے وارثوں کو ایک انسانی جان کی قیمت: سو اونٹ یا ان کی قیمت ادا کرے گا' مثلاً: آج اگر ایک اونٹ کی قیمت ۲۵ ہزار روپے ہے تو سو اونٹ کی قیمت ۲۵ لاکھ روپے ہوگی' بھلا جو شخص ایک بار اپنی غلطی کی سزا ۲۵ لاکھ کی ادائیگی کی شکل میں بھگت لے گا' وہ آئندہ کتنا محتاط ہوجائے گا؟ اور اس کی نگاہ میں انسانی جان کی کتنی قدر وقیمت ہوگی؟۔

پھر چونکہ کسی مسلمان کا قتل معاشرہ کا انتہائی گھناؤنا جرم ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہت ہی مبغوض و ناپسندیدہ ہے' چنانچہ ارشاد ہے:

''ومن یقتل مومناً متعمداً فجزآؤہ جہنم خالداً فیہا ۰ النساء:۹۳'' ترجمہ:...... ''اور جو کوئی

قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں۔“

اگرچہ جمہور علمائے امت اس کے قائل ہیں کہ کفر و شرک کے علاوہ ہر جرم معاف ہو سکتا ہے اور کسی جرم کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم کی شکل میں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔“ (النساء:۴۸)

مگر بہرحال اتنا تو ضرور ہے کہ ایسا شخص اگر بغیر توبہ کے مر گیا تو اسے کافی عرصہ تک جہنم میں جلنا ہوگا' اور ”خالداً فیہا“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ایک عرصہ تک اسے جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس لئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاتل کا قصاصاً قتل ہو جانا یا دیت کا ادا کر دینا اس کی آخرت کی سزا کا بدل نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو ان دنیاوی سزاؤں کا سامنا کرنے کے بعد آخرت کی سزا سے بچنے کے لئے خلوص و اخلاص اور صدق دل سے توبہ بھی کرنا ہوگی' ورنہ اسے آخرت کی سزا کا بہرحال سامنا کرنا ہوگا۔

مگر چونکہ قتل کے جرم میں حق اللہ کے ساتھ حق عبد بھی شامل ہے۔ اس لئے دنیاوی طور پر اس حق عبد کی وصولی کا اختیار مقتول کے ورثا کو ہی حاصل ہے۔ اگر وہ دعویٰ کریں گے تو شریعت ان کو ان کا حق دلائے گی اور اگر وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہونا چاہیں تو عقل و دیانت اور دین و شریعت انہیں اپنے اس حق کی وصولی پر مجبور بھی نہیں کرے گی۔ بلکہ مہذب دنیا کے کسی قانون میں یہ بات شامل نہیں کہ کوئی آدمی اپنے حق سے دستبردار ہونا چاہے اور قانون اسے دستبردار نہ ہونے دے۔

لہٰذا قادیانیوں اور ان کے ولیانِ نعمت عیسائیوں اور یورپ کے مستشرقین کی جانب سے یہ خدشہ پیش کر کے اس قانون دیت و قصاص پر اعتراض کرنا کہ: ”اگر مقتول کے وارثوں کی مقتول سے لڑائی اور اختلاف ہو تو ان کی پہلی کوشش ہوگی کہ مقتول کے قتل کے بدلے زیادہ سے زیادہ خون بہا لے کر صلح کر لیں اور زندگی بھر مزے کریں“ نہایت سفاہت و دنائت پر مشتمل ہے۔

اس لئے کہ اگر محض ان مفروضوں کی بنا پر کسی قانون کو مورد الزام ٹھہرا کر اس کی افادیت کا انکار کیا جائے' تو بتلایا جائے کہ کون سا قانون اس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟

اگر ایسا ہو تو کیا دنیا میں کہیں عدل و انصاف اور جرم و سزا کا قانون روبہ عمل ہوگا؟۔ اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے کہ کون سی عدالت' کون سا جج' کون سا وکیل' کون سی عدلیہ بلکہ ملک کا صدر' وزیراعظم یا بڑے سے بڑا عہدیدار اس بدگمانی سے مستثنیٰ یا محفوظ رہ سکتا ہے؟۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں' تو پھر دنیا میں جرم و سزا کا قانون کیونکر نافذ ہو سکے گا؟۔ کیا دنیا میں کہیں عدل و انصاف کا وجود ہوگا؟۔

قادیانیو! ذرا عقل و ہوش کے ناخن لو! اور اپنے یورپی محسنوں کی اندھی تقلید میں اسلام' پیغمبر اسلام ﷺ پر ایسے

لچر اعتراض نہ کرو کہ خود دنیائے کفر بھی تمہارے منہ پر تھوکنے پر مجبور ہو جائے۔

۱۳...... ’’اور اسی طرح کے بے شمار سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں پوچھنا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے؟‘‘

جواب...... اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جس طرح پوری مہذب دنیا کا اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کا زبان بیان‘ اشارے کنائے اور شواہد و قرائن سے مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے‘ اس وقت تک وہ کسی سزا کا مستوجب نہیں ٹھہرتا‘ ٹھیک اسی طرح دین اسلام کا بھی یہی اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کی گستاخی اور جرم قول‘ فعل‘ زبان‘ بیان‘ اشارے کنائے اور عمل کا روپ نہ دھار لے‘ اس وقت تک اسے مجرم باور نہیں کیا جائے گا‘ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ:

’’انا نجد فی انفسنا مایتعاظم احدنا ان یتکلم به قال اوقد وجدتموه قالوا نعم قال ذاک صریح الایمان ۰ مشکوٰة : ۱۸ بحواله صحیح مسلم‘‘

یا رسول اللہ! ایسے ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ گردن کٹانا تو گوارا ہے‘ مگر ان کا زبان پر لانا برداشت نہیں‘ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تو ایمان ہے۔ یعنی اگر بلا اختیار دل میں ایسے خیالات آئیں اور ان کو زبان پر نہ لایا جائے تو نہ تو وہ جرم ہیں اور نہ ہی توہین رسالت کے زمرے میں آئیں گے۔

اس تمہید کے بعد اب سمجھئے! کہ جب تک سائل کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات نے زبان و بیان کے اظہار کی شکل اختیار نہیں کی تھی‘ وہ کسی جرم کے دائرے میں نہیں آتے تھے‘ مگر اب جب کہ سائل نے نہایت توہین و تنقیص کے انداز میں ان خیالات کو اظہار کا جامہ پہنا کر‘ ان کے ذریعہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے تو بلا شبہ یہ انداز توہین رسالت کے زمرے میں آئے گا‘ جس کا واضح قرینہ سائل کا توہین و تنقیص پر مبنی اگلا چودھواں سوال ہے‘ جس میں اس نے اس کا برملا اظہار کیا ہے کہ:-

’’حضرت محمد جب ایک رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں‘ چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں‘ اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟‘‘

گویا سائل نے نہایت جرأت‘ ڈھٹائی‘ بے باکی اور گستاخی کے انداز میں آنحضرت ﷺ کے معجزہ معراج‘ شق قمر‘ خدا تعالیٰ کے قرب اور اسلام کے بانی ہونے کا صاف انکار کیا ہے‘ اس کے علاوہ سائل نے تضحیک کے انداز میں اپنی اس گستاخی پر براہ راست آنحضرت ﷺ سے سزا پانے کا مطالبہ کر کے گویا یہ باور کرانے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ اس گستاخی پر تم تو کیا تمہارے جلیل القدر نبی بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بتلایا جائے کہ یہ گستاخی اور توہین رسالت کے زمرے میں کیونکر نہیں آئے گا؟ شاید سائل اور اس کے ہم نواؤں کو ہماری گزارشات یوں سمجھ نہ آئیں‘ تو ہم ان کو یہ معاملہ ایک مثال

سے سمجھائے دیتے ہیں' مثلاً یہ کہ:

اگر کوئی شخص صدر پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف صاحب کے بارہ میں کہے کہ: اس نے فلاں کام غلط کیا؟ فلاں معاملہ اس کا درست نہیں تھا' اس نے اقربا پروری سے کام لیا' اس نے اپنے مفادات کی خاطر اور اپنے اقتدار و مقبولیت کی خاطر یہ یہ غلط کام کئے' اور پھر آخر میں یہ کہے کہ اس قسم کے سوالات میرے ذہن میں آتے ہیں' کیا ان کا زبان پر لانا صدر کی توہین کے زمرے میں آئے گا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو صدر صاحب اتنے بڑے عہدے کے حامل ہیں اور حاضر سروس جنرل اور پاکستان کے صدر بھی ہیں' تو کیا وہ مجھے ان سوالات واشکالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ بتلایا جائے کہ کسی منچلے کا ایسا انداز صدر کی گستاخی میں آئے گا یا نہیں؟۔

۱۴...... ''جو حضرات ''ہاں'' کہیں گے' ان سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ حضرت محمد جب ایک رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں' چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں' اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ خود مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ اگر ہاں! تو اے میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور میری طرح کے دیگر انسان مسلمانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد کو موقع دو' کہ وہ خود ہی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ مناسب سزا تجویز فرمادیں گے۔''

جواب...... جیسا کہ تیرھویں سوال کے جواب میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ سائل کا یہ سوال اور سوال کا انداز نہایت گستاخی' بے ادبی اور ڈھٹائی پر مشتمل ہے اور یہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کے زمرے میں آتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کا باعث ہوں۔ ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔(الاحزاب:۵۷)

سائل کا یہ کہنا کہ: ''میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور دیگر انسانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد کو موقع دو کہ وہ خود ہمارے لئے مناسب سزا تجویز کریں'' بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی گستاخ' کسی ملک کے سربراہ یا صدر کی بدترین گستاخی کا ارتکاب کرے اور وہاں کی انتظامیہ اور پولیس سے کہے کہ مجھ پر رحم کرو اور ملک کے صدر یا سربراہ کو موقع دو کہ وہ میرے لئے کوئی مناسب سزا تجویز کرے۔ کیا خیال ہے اس ملک کی انتظامیہ اور پولیس اس کا راستہ چھوڑ دے گی یا یہ کہہ کر اسے کیفر کردار تک پہنچائے گی کہ اس گستاخی کی سزا صدر یا سربراہ مملکت نہیں بلکہ ملکی قانون و دستور کی روشنی میں ہم ہی نافذ کریں گے؟۔

بتلایا جائے کہ امریکا بہادر کے نام نہاد ''مسلمان باغیوں'' کو افغانستان و عراق سے پکڑ کر اور گوانتانا موبے لے جاکر ان کی اس ''گستاخی'' کی سزا صدر بش خود دے رہے ہیں یا اس کے آلۂ کار؟۔

بلاشبہ توہین رسالت کا قانون آج سے چودہ سو سال پہلے مرتب ہو چکا ہے اور گزشتہ چودہ صدیوں سے اس پر عمل ہوتا آرہا ہے اور پاکستان میں بھی ۱۹۸۴ء کے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ اس کا نفاذ ہو چکا ہے' لہٰذا اس گستاخ سائل سے ہم کہنا چاہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کی جگہ آپ کے خدام ہی تمہاری خدمت کے لئے موجود ہیں' اپنے شیش محل سے نکل کر سامنے آکر گستاخی کیجئے! اور اپنا تماشا دیکھئے!

۱۵...... ''یاد رکھو! ایک مسلمان کا خون دوسرے پر حرام ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک مسلمان کو صرف اس کی سوچ اور عقائد کی بناپر کافر قرار دیدے۔ یہ تو تھا اسلامی فرمان' اب ایک انسانی فرمان بھی سن لیں کہ'' دنیا کے کسی بھی مذہب سے کہیں زیادہ انسانی جان قیمتی ہے۔'' وما الینا الا البلاغ ''(نقل مطابق اصل...... ناقل)

جواب...... جی ہاں! ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے اور اسلام نے ہی اس کی تعلیم دی ہے اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے' قرآن کریم نے اس پر سخت وعید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کرے' اسے ہمیشہ (یعنی طویل عرصہ) کے لئے جہنم میں جلنا ہوگا۔'' رہی یہ بات کہ کسی کو اس کی سوچ اور عقائد کی بناپر کافر قرار دینے کا کسی کو حق نہیں' تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت کرنے والوں کو کافر' پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کیوں قرار دیا؟ اسی طرح خود مرزا جی نے اپنے مخالفین کو جنگل کے سور اور ان کی بیویوں کو کنجریوں کا خطاب کیوں دیا؟ اسی طرح اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کے ''اعزاز'' سے کیوں سرفراز فرمایا؟ اگر مرزائیوں کے مخالف مسلمان' سوچ اور عقائد کے اختلاف کی بناپر کافر مرتد' جہنمی اور جنگل کے سور ہیں' تو خود مرزائی پوری امت مسلمہ کی سوچ' چودہ صدیوں کے مسلمانوں اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف کرنے اور ان کی توہین و تنقیص کرنے کی وجہ سے کیونکر کافر نہیں ہوں گے؟۔

دیکھا جائے تو سائل کا یہ پورا سوال ہی اس کے دجل' تلبیس' دوغلا پن' نفاق اور سراسر جھوٹ پر مبنی ہے' اس لئے کہ اگر سائل کا اپنے اس قول پر اعتقاد ہوتا تو وہ سب سے پہلے اپنے آقاؤں کو اس کی تلقین کرتا' جو فلسطین' بیروت' لبنان' افغانستان' عراق اور کشمیر میں لاکھوں انسانوں کے بے جا قتل عام کا مرتکب ہیں۔ اگر قادیانی اپنے اس موقف میں سچے ہوتے تو بلاشبہ آج وہ دنیائے عیسائیت کی تائید وحمایت کی بجائے مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھارہے ہوتے' مگر اخبارات ومیڈیا اس پر شاہد ہیں کہ قادیانی' عیسائیت' یورپ اور امریکا کی اس دہشت گردی پر نہ صرف خاموش ہیں' بلکہ در پردہ ان کی حمایت وتائید میں کوشاں ہیں۔

سعید احمد جلال پوری عفی عنہ

۳/۷/۱۴۲۷ھ

مرزائی عذاب الٰہی میں!

مولانا محمد عمر فاروق

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں عموماً اس پرفتن دور میں خصوصاً اہل ایمان کی تصدیق واہل باطل کی تکذیب اور مؤمنین کے ایمان کی تحفیظ وتائید اور اہل باطل وکفار کی تردید کے لئے ان گنت اور لاتعداد نشانیاں دکھائیں ہیں۔ ان نشانیوں کو دیکھ کر حق کے متلاشی ہدایت پاتے ہیں اور اہل شقاوت وضلالت وگمراہی کے ماسواء کچھ حاصل نہیں کرتے۔

تاریخ اس پر شاہد ہے کہ شق القمر اور لیلۃ المعراج جیسے واقعات سے مؤمنین کے دلوں میں ایمان راسخ ہوا اور اہل کفار کے مکروفریب میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ قارئین کرام میں آپ کو ایک سچا واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ اس کو پڑھنے سے امید ہے کہ مؤمنین کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت مزید مضبوط ومستحکم ہو جائے گا اور حق کے متلاشی کو باطل عقیدہ سے توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے گی۔

یہ واقعہ ہمارے علاقہ روڈہ ضلع خوشاب کا ہے کہ وہاں پر ایک مرزائی جو حاجی منڈا کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا اصل نام عبداللہ تھا۔ مرزائیت کی نشرواشاعت میں ہر وقت مصروف رہتا تھا چوری چھپے حج کرنے گیا تو وہاں بھی بکواسات کرتا تھا۔ اسی حالت میں زندگی کے ایام پورے کئے اور مرگیا۔ مرزائیوں نے اس ملعون کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی کوشش کی تو اہل علاقہ نے ایمانی غیرت اور حضور خاتم النبیین ﷺ سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کوشش کو ناکام بنادیا۔ مرزائیوں نے مجبوراً مسلمانوں کے قبرستان سے فاصلے پر اس کی علیحدہ قبر بنائی اور اس کو وہاں دفن کرنے کے لئے ظہر اور عصر کے درمیان لے گئے۔ تو اللہ رب العزت نے اپنی صفت جباری وقہاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر بادل وبارش کے بجلی گرائی جو سیدھی اس مرزائی کی نعش پر گری اور اس کو راکھ بنا کر رکھ دیا۔ قریب جو مرزائی کھڑے تھے وہ بھی عذاب الٰہی سے محفوظ نہ رہ سکے اور ہمیشہ کے لئے واصل جہنم ہو گئے اور جو باقی بچے وہ وحشت وغضب الٰہی کی تاب نہ لاتے ہوئے علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس واقعہ سے کچھ حق کے متلاشی مرزائیت سے توبہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ لیکن اہل شقاوت کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی۔ انہوں نے عبرت حاصل نہ کی ضلالت وگمراہی میں پڑے رہے اور جو عبرت حاصل نہیں کرتے وہ خود عبرت کا نشان بن جاتے ہیں اور چند دن بعد اس مردود کی راکھ اکٹھی کی گئی اور اس کو دفن کر کے اس کی قبر بنادی گئی۔ آج بھی اس واقعہ کے عینی شاہد موجود ہیں۔ جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ عبرت آموز واقعہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور نشان عبرت بننے سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

مکران ڈویژن پر عیسائیت کی یلغار......اور این جی اوز کا کردار!

حضرت مولانا مفتی احتشام الحق

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام علي من لانبي بعد، رب شرح لي صدري ويسرلي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي ۰ امابعد!

مکران ڈویژن پر عیسائیت کی یلغار اور فی الحال دو ضلعوں ضلع تربت اور ضلع گوادر میں عیسائیت کی اکثریت کی منظم منصوبہ بندی۔ نیز مردوں کے علاوہ بالخصوص بچیوں اور بڑی عمر کی عورتوں کو تعلیم اور دیگر پرکشش عنوانات اور اسکیموں کے ذریعہ سے اپنے پروگراموں کی جانب راغب کرنے اور ان پر انعامات کی بارش نے ہر اسلامی ذہن رکھنے والے کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ عیسائیت کی اس یلغار میں این جی اوز کے مکروہ کردار کے ساتھ ساتھ وہاں پر غیر مسلم طبقہ یعنی ذکریوں کی پہلے سے موجودگی، دینی اعتبار سے لوگوں میں جہالت، عرصہ دراز سے وہاں اسی ذہن رکھنے والے نوجوانوں کی بڑی تعداد، دینی مدارس اور ان کے پاس وسائل کی کمیابی اور عام مکرانی باشندوں میں غربت نے عیسائیوں کے کام کرنے کو آسان بنا دیا ہے۔ بالخصوص 1998ء کے ہمہ گیر اور بہت بڑے سیلاب اور بعد ازاں آٹھ سالہ خشک سالی اور پھر 2005ء میں دوبارہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے براہ راست اور این جی اوز کے ذریعہ عیسائی تحریک کو امداد کے نام پر قدم جمانے کا اچھا خاصا موقع فراہم کیا۔

بلوچوں کی اکثریت سنی مسلمان ہے اور ایک بڑی تعداد ذکری مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ جن کے عقائد واعمال پر بندہ نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں اور وہ عام ملتی ہیں۔ یاد رہے کہ ذکری قادیانیوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں۔

مکران میں عیسائیوں نے اپنا مشن ساٹھ ستر کی دہائی میں شروع کیا۔ اسی زمانے میں دو عیسائی مسٹر اور مسز ولسن بھیجے گئے۔ انہوں نے اپنا کام کبھی ہسپتال کھول کر اور کبھی اسکول کھول کر کیا۔ علاقے میں بہت ساری اچھی روایات کے باوجود علم دین اور اہل علم کی کمی تھی۔ 1960 سے لے کر 1970ء تک مکران ڈویژن کے ضلع تربت اور ضلع گوادر سے صرف چار آدمی کسی دینی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے گئے۔ جن میں ایک بندہ عاجز بھی تھا۔

مکران کا یہ پرکشش علاقہ اپنے مناسب محل وقوع کی وجہ سے مشرق ومغرب کے سنگم پر واقع ہے۔ اس کی سیاسی اہمیت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ دنیا کی اس صدی کی دو سپر طاقتوں نے اس وقت تک جنگ جاری رکھی جب تک ایک کے وجود کا نقشہ دنیا سے غائب نہ ہوا۔

عیسائیت کی زیر زمین جدو جہد

اس علاقے میں عیسائیت کی تبلیغ انتہائی مخفیانہ ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ جب 1998ء میں اب تک کا سب سے بڑا سیلاب آیا جبکہ ان دنوں این جی اوز کا وجود پہلے سے موجود تھا۔ یہ ادارے اور عیسائی مشنریاں براہ راست امداد کے نام پر سامنے آئیں اور انہوں نے مسیحا بن کر لوگوں کی خدمت کی۔ ان کے دروازوں پر جا کر ان کے مسائل سنتے رہے۔ انہوں نے لوگوں کو پر کشش و پر فریب امیدوں کے سہارے پر رکھا۔ ذہین اور باثر افراد کو منتخب کر کے ان پر عنایات کی بارشیں برسائیں۔ لوگوں کی کمزوریاں ڈھونڈیں۔ جن میں غربت سرفہرست تھی۔ ضرورت کے مواقع کی تلاش میں ان کی بحالی کے علاوہ کارزیں سرفہرست تھیں۔ افراد پر خدمت کے مواقع کی تلاش میں بھی وہ زیادہ سرگرداں نہیں ہوئے۔ انہوں نے نوجوان طالب علم، شعراء، قلم کار کو نظر انداز تو نہیں کیا۔ لیکن معصوم عورتیں ان کا سب سے پہلا شکار ثابت ہوئیں۔ ان پر محنت کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا۔

این جی اوز اور عیسائیت کے طریق کار کا اجمالی تذکرہ

این جی اوز اور عیسائیت کے عجیب وغریب طریق کار کا اگر خلاصہ بیان کر دیا جائے تو وہ کچھ یوں سامنے آتا ہے:

1...... سب سے پہلے تربت میں چند ماہ کے لئے کمپیوٹر سنٹر ذکریوں کے ذریعہ کھول دیا گیا۔ پھر اسے فوری طور پر عیسائیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ جہاں سے ذہین اور تعلیم یافتہ طبقہ وقت کی ضرورت سمجھ کر کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ عیسائی لوگ اور ان کے کارندے خفیہ طور پر عیسائیت کا لٹریچر اور ذہن سازی ان کا اولین ترجیح بنی۔ چنانچہ ذکریوں کے ذریعہ نیز ان میں سے بعض افراد کے ذریعہ عیسائی لٹریچر پھیلایا گیا۔

2...... کمزور اور سیلاب زدہ بعض افراد کو نمائندہ بنا کر ایف ایم موج پر فیبا ریڈیو اسٹیشن سے عیسائیت پر مبنی مواد جو بلوچی زبان میں تھا سنوانے کا سلسلہ شروع کیا جس کے متعدد طریقوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہی غریب ذہین شخص دس ایسے افراد کو تیار کرتے جو پابندی سے یہ پروگرام ایک دو ماہ تک اجتماعی بیٹھ کر سنیں۔ تعاون کے علاوہ ان کے کچھ گھر کی تعمیر اور راشن کا انتظام بھی عیسائی کرتے۔ بعد ازاں یہی افراد جب ان کے پروگرام کے مطابق ہم خیال بنتے تو ان میں ہر ایک شخص دس مزید افراد تیار کرنے پر پہلے شخص کے ساتھ مراعات کے بقدر تعاون کا حق دار بنتا۔ زیادہ رازداری اور زیادہ افراد کو تیار کرنے پر وہ مزید مراعات کا حق دار بھی بن جاتے۔

3...... ملک بھر میں موجود خط وکتابت (کارسپانس) عیسائی سکولوں سے عیسائیت پر مبنی مواد بھی پڑھایا جاتا ہے۔ پچھلے چند مہینوں میں ڈاکخانوں میں آنے والے مواد کے سروے کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ اس وقت صرف ضلع تربت میں ایک ہزار افراد بذریعہ خط وکتابت عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ ضلع تربت

جس کی کل آبادی ایک لاکھ سے متجاوز نہیں یعنی ہر دو سو آدمیوں میں سے ایک بذریعہ خط وکتابت عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ مثلاً اگر سبق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہا گیا ہے تو اسی سبق کے آخر میں یہ سوال ہوگا کہ خداوند یسوع مسیح کون ہے؟۔ یا اس نے کیا کہا؟۔ ظاہر ہے کہ جواب میں طالب علم اس کا اعتراف کر کے ان کے درس کے مطابق ہی لکھے گا کہ اچھے نمبر ملیں اور سند شاباش کے ساتھ مل جائے۔ جس کے ساتھ ایمان مسلم کا کیا ہوگا؟۔ حضرات علمائے کرام سے پوچھا جائے۔ یہی معاملہ عیسیٰ ابن اللہ والے سبق اور اس سوال وجواب کا سمجھا جائے۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا!

4...... کثیر اور کبھی قلیل رقم خرچ کر کے کسی جگہ ہم خیال ساتھیوں یا کبھی مذہبی حوالہ سے غیر اہم یا دلچسپی نہ رکھنے والے احباب کو کسی جگہ ٹی پارٹی یا کھانے کی دعوت یا عمومی تفریحی ملاقات یا عیسائیت سے غیر متعلق عام مسئلہ پر گفتگو یا عام گپ شپ کے حوالہ سے احباب کو جمع کر کے اس اثناء میں کمپیوٹر کے ذریعہ عیسائیوں کی کوئی سی ڈی چلائی جاتی ہے اور غیر شعوری طور پر اس کے جراثیم سرایت کرتے جاتے اور اس ملاقات کے دوران کبھی مذہبی اعتراضات پر مبنی پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ نیز اسی طرح کے محافل میں اسلام اور اسلامی مسائل واقدار پر اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں جن کا جواب عام لوگوں کے پاس عموماً نہیں ہوتا اور مقصد اس سے مسلمانوں میں ان کے مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہوتا ہے اور اب تو ایسی دعوتیں ٹی پارٹی کے نام سے عام ہوگئی ہیں۔

5...... عیسائی اکثریت کے لئے راستہ ہموار کرنے کے سلسلے میں برتھ کنٹرول کے لئے چند ایک این جی اوز کو باقاعدہ مبہم حوالہ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ماری اسٹوپس، فیملی پلاننگ پروگرام وغیرہ۔ یہ اس سلسلے میں سرکاری ادارے کے علاوہ ہیں۔ نیز اس کام کے لئے این جی اوز نے بعض مقامی عورتوں کو بھی بھرتی کر دیا ہے۔ جو بستی بستی اور گھر گھر جا کر لوگوں کو اس حوالہ سے اس کے فوائد سمجھا کر حوصلہ دیتی ہیں۔ بعض ایسے علاقوں میں بھی برتھ کنٹرول کے ان طریقوں کو پھیلایا جا رہا ہے جہاں کی آبادی پونے دو کلومیٹر پر صرف ایک آدمی ہے۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں۔ بلکہ باقاعدہ سروے کر کے بتا رہا ہوں۔

6...... ایک زمانے تک S.P.O نامی تنظیم کے ذریعہ یہ پروگرام رکھا گیا کہ جو شخص دس سے پندرہ عورتوں پر مشتمل گروپ تیار کرے اور وہ مردان کو تعلیم دے تو اس کو ماہوار تین ہزار روپے تنخواہ مل جاتی اور تین سال تک تکمیل پر اس کی نوکری پکی ہوجاتی۔ ایسی صورت حال میں جبکہ بے روزگاری عام ہے۔ محلہ کی عورتیں بطور ثواب وخیر خواہی خود جمع ہو جاتیں۔ تاکہ ان کے محلہ یا خاندان کے ایک فرد کے روزگار کا بندوبست ہو جائے۔ پھر یہ کہ اس تعلیم کے وقت اور جگہ کا تعین دن رات کے چوبیں گھنٹوں میں وہ آپس میں طے کرتے ہیں۔ جس پر کوئی پابندی اور پڑھے ہوئے کا کوئی امتحان وغیرہ کوئی شرط نہ تھی۔

7...... N.R.S.P نامی تنظیم جو بظاہر ان این جی اوز کی سرکردہ ہے نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ مثلاً محلّہ کی دس بیس عورتیں ایک انجمن بنا لیتیں۔ ان کی سفارش پر چھوٹے قرضے ملتے۔ ان کے کہنے پر کنواں یا ہینڈ پمپ کی تیاری اور تکمیل کی جاتی۔ عورتیں انجمنوں پر انجمنیں بنائی جاتیں اور یہی سمجھ لیتی ہیں کہ ہماری بات جو شوہر اور بچے بھی ماننے کو تیار نہیں اتنا بڑا ادارہ ہماری سفارش کی بنیاد پر کتنا اہم کام کرتا ہے۔ اب پورے محلے میں اس کا چرچا ہوتا اور وہ عورتیں بھی ان کے اشتہار کا ذریعہ بنتیں۔

8...... N.R.S.P کسی کارنر کے پانی کے انتظام، کھدائی، صفائی وغیرہ کے لئے دس بیس مزدوروں کی ایک تنظیم بنواتی ہے۔ ان میں کسی عام آدمی کو جو ان کی نظر میں ان کے مقاصد کے لئے معاون ہے سربراہ مقرر کرتے ہیں۔ ان کی سفارش پر اس کارنر کو ایک لاکھ سے چھ لاکھ تک مفت امداد کرتے ہیں۔ جس سے نہ صرف ادارہ لوگوں کی نظر میں چمکتا ہے بلکہ عیسائیت کے مشن کے لئے یہ ادارہ جو کام کرتا ہے اس کو بھی لوگوں کی نظر میں اہمیت مل جاتی ہے۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ پاکستان اور مسلمان ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔ جبکہ غیر مسلم ممالک اور یہ این جی اوز ہمارا کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ جس سے اسلام اور پاکستان کی اہمیت اور وقار لوگوں کی نظر میں کم ہو جاتی ہے۔ چند سال پیشتر میں نے ایک موثر دینی ادارہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ اگر کوئی دس بیس لاکھ یا ان سے بھی کم قیمت کی بورنگ مشین کا انتظام ہو جس کا مالک وہی ادارہ ہو اور معمولی رقم بقدر اپنے مصارف کے لے کر اس خشک سالی میں مکران میں پھیلے ہوئے تقریباً ایک ہزار سے زائد...... کا کام کرے تو ہم غیر مسلموں کے اس فریب سے بچ سکتے ہیں۔ اس سے اتفاق کرنے اور جستجو اور بعض تصاویر لینے کے باوجود یہ کام پھر نہ کیا جا سکا۔ جس کا عیسائی مشنریوں کو جو فائدہ ہوا وہ آج ہمارے سامنے ہے۔

9...... اس وقت متعدد ادارے عورتوں کی تعلیم کے نام پر اور ان میں شعور پیدا کرنے کے بہانے پر ان میں عجیب وغریب لیکچر اور پروگرام کا انتظام کیا جا رہا ہے کہ آج ہمارے شہری علاقوں میں بھی شاید اس کی مثال نہ مل سکے۔

10...... عورتوں اور مردوں پر مشتمل گروپس بنا کر ان کو کراچی، اسلام آباد، پشاور اور لاہور بھیجا جاتا ہے جو آپس میں محرم نہیں ہوتے۔ ان کو نقد مراعات کے علاوہ فائیو سٹار ہوٹلوں کی رہائش، سفری اخراجات اور آزادی نسواں کے علمبردار افراد اور تنظیموں سے ملا دیا جاتا ہے۔ اس دوران بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ دیہاتی عورتیں شہری آزاد عورتوں پر سبقت لے جائیں۔

میں نے مندرجہ بالا صفحات میں مشتے نمونہ از خروارے کا تذکرہ کیا ہے۔ ورنہ ان کے بیان کے لئے ایک دفتر اور طویل فرصت درکار ہے۔ ان پروگراموں کے دیگر مضر اثرات کے ساتھ جو سب سے برا اثر میری نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں بالخصوص عورتوں کے حیاء اور ایمان سب سے پہلے نشانے پر ہیں۔

سب سے بڑا مسئلہ

میری نظر میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں کہ کسی حکومت یا عیسائیت کا مقابلہ کیا جائے۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ مکران میں اس وقت جو لوگ صدیوں سے مسلمان چلے آرہے ہیں اور ان کو مسلمانوں کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کو مسلمان باقی رہنے دیا جائے۔ ہم اگر اس وقت صرف ان کے ایمان کی حفاظت کرسکیں تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی۔

عیسائی مذہب پھیلانے کے لئے مکران زرخیز زمین ہے

میں اس سلسلے میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ غیر مسلم بلوچ طبقہ جو ذکری مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مکران میں ان کی موجودگی کیمونسٹ اور قوم پرست لوگوں کی اکثریتی تعداد کا ہونا جواب اگرچہ وفاداری تبدیل کر چکے ہیں لیکن مسموم ذہنیت بہرحال سابقہ موجود ہے۔ اس لئے عیسائیت پھیلانے کے لئے زمین کچھ کم زرخیز نہیں۔ بالخصوص جہالت اور غربت کی موجودگی زرخیز زمین کے لئے کھاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

مشکلات کی موجودگی اور منظم جدوجہد کی ضرورت

مذکورہ بالا حالات میں کسی مثبت کام کے لئے جو خالص مذہب اور ملک کے بہترین مفاد کے لئے ہو یقیناً مشکلات کچھ کم نہیں۔ لیکن منظم اور مربوط جدوجہد ملک کے معروف اہل علم یا اداروں کی سرپرستی میں ہو تو اس میں آسانیاں بھی ہیں۔ کسی ایک سیلاب کے دوران لوگوں کے ساتھ وقتی تعاون اور ان کی بحالی پر جتنی رقم خرچ کی جاتی ہے وہ پاکستان کے فیاض اہل ثروت اور مخیرین کی دلچسپی اور اعتماد کا بین ثبوت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ منظم اور مربوط جدوجہد جو تسلسل کے ساتھ جاری ہو اس کے ہوتے ہوئے صرف ایک پانی کے سیلاب زدگان پر خرچ کی جانے والی رقم سے عیسائیت کی یلغار کے سیلاب کی روک تھام ہوسکتی ہے۔ جس سے کسی کی مخالفت، کسی حکومت کی نافرمانی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اس سے کم از کم مکران میں پہلے سے موجود مسلمانوں کے ایمان و غیرت کی حفاظت یقینی بنائی جاسکتی ہے اور وہاں موجود غیر مسلم جدوجہد کو سو پچاس سال موخر کیا جاسکتا ہے۔ تب تک شاید دنیا کے حالات تبدیل ہوں۔

خلیجی ممالک میں عیسائیت کے جراثیم مکران کے راستے پہنچائے جارہے ہیں

یاد رہے کہ ایران و افغانستان سمیت تمام خلیجی ممالک اور بھارت میں چونکہ بلوچوں کی کثیر تعداد موجود ہے اور کسی نہ کسی حوالے سے ان کی آمدورفت علاقے میں ناگزیر ہے۔ اس لئے تربت و گوادر میں موجود عیسائی تحریک کو ان علاقوں کے بالخصوص بلوچوں تک پھیلایا جارہا ہے۔ جس کا مستقبل میں ان علاقوں کے مسلمانوں پر برا اثر پڑنا ناگزیر

حقیقت ہے۔ چنانچہ ایران، متحدہ عرب امارات، قطر، بحرین اور مسقط میں اس کے زیر اثرات پہنچ چکے ہیں اور بلوچی زبان میں عیسائی لٹریچر بھی پہنچ چکا ہے۔ جس میں ذکریوں کا اچھا خاصا ہاتھ ہے۔ یہ ایک سابقہ حقیقت کی بازگشت ہے جب انہیں علاقوں میں قادیانیوں کی تفسیر صغیر انہیں دو ہاتھوں سے پھیلایا گیا تھا جس کا ہم نے ان علاقوں کے اہل علم کو اطلاع کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو بھی بروقت متوجہ کیا تھا۔ چنانچہ بعد میں یہ سلسلہ جس انداز سے روکا گیا تھا وہ بذات خود ایک طویل حکایت ہے۔

مکران کے باشندوں کی دو بنیادی ضرورتیں

ان طویل حکایات وشکایات کے ساتھ اگر بندہ کچھ بھی تجاویز پیش نہ کرے تو کچھ لوگ شاید اسے ایک کمی محسوس کرلیں۔ اسلئے اس خامی کے ازالے کے لئے علاقے میں بسنے والے مسلمانوں کی دو ضرورتیں اور اپنی بعض تجاویز ذکر کروں گا۔

ہمیں مسلمان رہنے دیا جائے

علاقے کے مسلمانوں کی اولین ضرورت یا ترجیح یہ ہے کہ وہ جس طرح ماضی میں مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کو اب بھی مسلمان رہنے دیا جائے۔ جس کے لئے ہر مسجد و ہر محلہ میں تعلیم قرآن حکیم کا منظم ومربوط سلسلہ قائم کیا جائے اور معلمین کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے کہ وہ معاش کی جانب کم اور تعلیمی اوقات میں تعلیم اور فارغ اوقات میں مثبت انداز میں تبلیغ پر توجہ مرکوز رکھ سکیں۔ جماعت تبلیغ اس ضمن میں مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے اور اس کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ تبلیغی جماعتیں اس علاقے میں بھیجی جائیں۔

علاقے کے عوام کی ایک دوسری ضرورت یہ ہے کہ عیسائیت کا پھیلاؤ علاقے میں جس تیزی کے ساتھ کیا جارہا ہے اس کو موخر یا روک دیا جائے۔ کیونکہ یہ عمل دو مذہبوں میں تصادم کی شکل اختیار کرسکتا ہے جو خود اہل مغرب بلکہ کسی بھی امن پسند ملک یا قوم کے نزدیک کوئی مستحسن اقدام نہیں ہے۔

حضرت علامہ سندھیؒ نے ان ساحلی علاقوں کا دورہ کیا تو فرمایا کہ اگرچہ ہم اس مخصوص ومنفرد پٹی کی اہمیت سے ناواقف ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ اقوام عالم اس کو سونا سمجھیں گے اور اس پر لڑ پڑیں گے۔ پھر افسوس کرکے آہ بھرلی اور فرمایا کہ افسوس کہ ہم ناقدرے ہیں اور قبل از وقت کسی اہم ترین بات کا بھی احساس نہیں رکھتے اور فرمایا کہ آنے والے وقت میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آنے والی ہے۔

اس وقت مکران میں عیسائیوں کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ شاید کوئی اس حقیقت سے انکار کرے۔ ذیل کی دو باتیں اس کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ ایک یہ کہ پچھلے بلدیاتی انتخابات میں عیسائیوں کو ایک نمائندہ دیا گیا۔ جبکہ حالیہ بلدیاتی انتخابات میں عیسائیوں کو صرف تربت کے ٹاؤن ایریا میں دو نمائندوں کا ملنا اس کی دلیل ہے کہ ان کی

تعداد کوئی کم نہیں ۔ باقی ان کا مشتہر نہ ہونا وہ ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے جو شاید تحفظ کے نقطہ نظر سے اختیار کیا گیا ہو۔ نیز صرف تربت شہر میں عیسائیوں کے دو چرچوں کی موجودگی بھی اس کی دلیل ہے۔ نیز تربت شہر میں عیسائیوں کے قبرستان، عیسائی کالونی، تفریحی مقامات، مشن ہسپتال، ان کے خیراتی ادارے، اسکول اور دیگر اس قسم کے اداروں کے لئے ان کو باقاعدہ زمین الاٹ کرنا بھی ان کی تعداد کی کمی کی نفی کرتا ہے۔

بعض مفید تجاویز

مکران کے روز بروز بدلتے ہوئے حالات میں نئی تجاویز بھی آ سکتی ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ میری ہی تجاویز پر عمل ہو۔ البتہ مرض واضح ہے اور اس کے علاج کی ضرورت بھی ہے۔ اس کی دوا اور دوا کی طاقت اور نوعیت کیا ہو؟ اس پر بہت کچھ سوچا جا سکتا ہے۔ تاہم بندہ کی بعض عمومی تجاویز درج ذیل ہیں:

1...... بذریعہ خط و کتابت کورس دینی تعلیم کا سلسلہ مکران سے ہی شروع کیا جائے جس سے عیسائی مشنری کا رسپانڈنس اسکولوں سے عیسائیت کا درس لینے کے رجحان کو اسلام کی طرف موڑا جا سکتا ہے۔ اس وقت صرف تربت ضلع سے ایک ہزار سے زائد نوجوان مرد و زن بذریعہ خط و کتابت عیسائیت سیکھ رہے ہیں۔

2...... کسی بڑے شہر میں واقع کوئی خیراتی ادارہ یا ٹرسٹ اپنا باقاعدہ دفتر و شعبہ مکران میں قائم کر کے ان متذکرہ بالا امور میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ یہ ممکن نہ ہونے کی صورت میں ایک الگ ٹرسٹ قائم کر لیا جائے۔ جس پر اپنے اعتماد کے افراد مقرر ہوں اور کراچی کا کوئی ادارہ یا ٹرسٹ اس کی سرپرستی کرے۔ اس ٹرسٹ کا بنیادی ہدف مکران کے موجودہ اور آئندہ حالات میں دین اسلام اور دینی اقدار کی خدمت اور حفاظت ہو۔

3...... تعلیم بالغاں کا سلسلہ شروع ہو اور بہت بہتر ہوگا کہ وفاق المدارس کے الدراسات الاسلامیۃ کا کورس اکثر بستیوں اور شہروں میں قائم ہو۔ وہ ٹرسٹ کراچی کے اہل مدارس ایک ایک شہر یا بستی میں اس کی سرپرستی کریں اور باقاعدہ اس کی تدریس کریں اور وفاق المدارس کی شرائط پر پورا اترتے ہوں ان کا امتحان بھی وفاق سے کرایا جائے اور ان کو اسناد بھی وفاق سے ہی ملتی رہیں۔

4...... مکران کی تمام بستیوں میں تعلیم القرآن کا سلسلہ قائم کیا جائے اور جہاں مدارس یا مکاتب پہلے سے قائم ہیں ان کی سرپرستی کی جائے۔ مکران میں مدارس کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہاں مدارس کی تعمیر تو دور کی بات ہے مسافر طلبہ کی خوراک، وظیفہ، پوشاک اور اساتذہ کی تنخواہ کو بھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ علاقے میں مخیّرین نہ ہونے کے برابر ہیں۔

5...... مسلمان بچیوں کی دینی تعلیم مدرسۃ البنات کی طرز پر وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ مسئلہ اس کے جواز اور عوام کا نہیں ہے۔ بلکہ اصلی مسئلہ یہ ہے کہ ہم ان کی دینی تعلیم کا بندوبست پردہ شرعی کی حدود میں رہ کر کریں۔

ورنہ ان کے ایمان کا ہاتھ سے جانا امر متعین ہے۔ اگر ان کی دینی تعلیم کا بندوبست نہ کریں تو سو فیصد یقینی بات ہے کہ وہ گھر نہیں بیٹھیں گی۔ بلکہ وہ این جی اوز کا شکار ہو کر بہت بڑے خسارے کا سبب بنتی ہیں۔ میں چونکہ خود دیہاتی آدمی ہوں اس لئے میں اس حوالہ سے ضلع تربت اور گوادر کی حد تک یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ نیز یہ تعلیم وفاق المدارس کے مختصر مگر جامع نصاب کی حد تک ہو اور امتحانات بھی اسی سے دلائے جائیں۔ اب چونکہ مادی دور ہے اور سرٹیفکیٹ کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس سے ملازمت ملے نہ ملے مگر ایک ڈگری ملے گی۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت کا خط و کتابت کورس جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے۔ اسناد و سرٹیفکیٹ اس کو اختیار کرنے کی وجوہات میں سے ایک ہے۔

6...... تعلیم البنات کے سلسلے میں اگر علاقہ کے اہم مدارس میں ایک یا دو ویگن طرز کی سواریاں ہوں اور طالبات کو مقررہ اوقات میں درس پڑھنے مدرسہ لایا جائے اور پھر ان کو گھروں تک پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ مفت یا کم سے کم کرایہ پر یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ نیز بعض مخیر حضرات یا ٹرسٹ یہ سواریاں اپنی ملکیت میں رکھ کر یا مدارس والوں کو دے کر یہ کہہ سکتا ہے کہ طالبات سے مناسب کرایہ لے کر اخراجات پورے کئے جائیں۔ اس سے کسی دینی مدرسہ کے آس پاس کی بچیاں این جی اوز کے چنگل سے آزاد ہو کر دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکتی ہیں۔ ورنہ انجام معلوم ہے۔

7...... پورے ضلع تربت کے سرکاری ہسپتالوں میں یا تو ایمبولینس نہیں ہیں اور اگر ہیں تو وہ مریضوں کے لئے کم اور ہسپتال کے ذمہ داروں کے ذاتی استعمال میں زیادہ آتی ہیں۔ اس لئے چند ایک مرکزی شہروں میں ایمبولینس کا استعمال جہاں ٹرسٹ اور متعلقہ ادارے کی خدمت کا اعتراف ہوگا وہاں وہ غریب افراد اور فوری طبی امداد کے کاموں میں دینی ذہن کی نمائندگی کرے گا۔ اس کے دوررس اور بہترین نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

8...... میں نے ایک پندرہ ہزار افراد پر مشتمل بستی میں ہفتہ وار وعظ کا سلسلہ عورتوں کے لئے شروع کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس پوری بستی میں ایک عورت بھی بے نماز باقی نہیں رہی۔ اس لئے اس طرز پر دوسری بستیوں میں وعظ کا سلسلہ شروع کیا جائے جس کے لئے گشتی اور غیر گشتی لاؤڈ سپیکر سیٹ اور سواری کی ضرورت پڑتی ہے۔ جبکہ مکران میں تقریباً تمام علماء کے پاس اپنی سواری نہیں ہے اور نہ ہی وہ متبادل انتظام کر سکتے ہیں۔ نیز تمام مدارس کی ملکیت میں میری معلومات کے مطابق سواری نہیں ہے۔

9...... بلوچی زبان میں مواعظ، دینی کتب اور بالخصوص قرآن مجید مکمل یا اس کے دروس (بزبان بلوچی) کی سی ڈیز تیار کئے جائیں۔ ایسے ہی روزمرہ پیش آنے والے مسائل کی سی ڈیز یا انٹرنیٹ پر ان کا استعمال آج کے میڈیا کے دور میں بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔

10...... عیسائیت پر لکھی جانے والی کتب و رسائل (چھوٹے بڑے) اگر علاقے میں دستیاب ہوں۔ ان کے سیٹ عام لائبریریوں وسکولوں وکالجوں کی لائبریریوں اور تفریح کے گھنٹے میں جہاں اساتذہ چائے پینے بیٹھ جاتے ہیں

ایسے مواد رکھ دیئے جائیں تو عیسائیت کا فریب اور ان کا مکروہ متضاد چہرہ تعلیم یافتہ افراد کے سامنے آ جاتا ہے۔

11...... انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہی اور سنی جائے گی کہ اس وقت بلوچی زبان میں انجیل اور دیگر عیسائی پروگراموں کی سی ڈیز مکران میں دکھائی جاتی ہیں اور خصوصی ٹی پارٹیوں میں یہی مواد کمپیوٹر پر دکھایا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں قرآن مجید کا بلوچی ترجمہ، بلوچی زبان میں مواعظ، بلوچی زبان کے ترجمہ کے ساتھ دینی کتب اور روزمرہ استعمال اور ضرورت کے وقت کے اہم مسائل پر مبنی ایک سی ڈی بھی موجود نہیں۔ انٹرنیٹ پر کوئی ایک عالم بھی ایسا دستیاب نہیں جو ان کی زبان اور ان کے ماحول میں اسلامی ذہن کی ترجمانی کر سکے۔

12...... ضلع تربت اور ضلع گوادر کے مرکزی شہروں میں اس وقت کوئی ایک بھی ایسا مرکزی مدرسہ موجود نہیں ہے جہاں مکمل دینی تعلیم دی جاتی ہو۔ نیز دونوں مرکزی شہروں میں مسلمانوں کا ایک بھی دارالافتاء موجود نہیں۔ جہاں مسلمان اپنے روزمرہ کے مسائل اور معاملات کے لئے رجوع کر سکیں۔ اگر ان دو شہروں (ایسے ہی ایران کی سرحد سے قریب تر کی بستی مند، تمپ یا آسیا آباد) میں مرکزی دینی مدرسہ قائم ہو اور اس میں مکمل دینی تعلیم اور دارالافتاء کا انتظام بھی ہو تو مسلمانوں کی بہت سی مشکلات کا حل ممکن ہے۔ مگر ان دونوں شہروں میں مدرسہ کے لئے زمین اور اس کے دیگر وسائل اہل مکران کے پاس دستیاب نہیں ہیں۔ البتہ وسائل مہیا ہوں تو جامعہ رشیدیہ اس خدمت کو کما حقہ انجام دے سکتا ہے۔

13...... مندرجہ بالا تمام مقاصد کے حصول کے لئے نیز دیگر مشوروں کے عمل کے لئے بندہ ذاتی طور پر حاضر ہے۔ نیز میرے زیر اہتمام اور حضرت اقدس مفتی رشید احمدؒ کے مشورے اور ان کی سرپرستی میں قائم جامعہ رشیدیہ آسیا آباد ضلع تربت بھی ان مقاصد کے حصول کے لئے حاضر ہے۔ تمام ٹرسٹی حضرات، مخیّرین، شہروں کے اہل مدارس اور ان کے ادارے اہل ثروت حضرات، درددل رکھنے والے احباب انفرادی یا اجتماعی طور پر اگر اس سلسلے میں کوئی مفید مشورہ دینا چاہیں تو ان کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ نیز اگر وہ مکران کو دوسرا مشرقی تیمور بنانا نہیں چاہتے اور چاہتے ہیں کہ یہ علاقہ غیر مسلم اکثریت میں تبدیل نہ ہو اور وہ یہاں کے مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کے دین و ایمان کو بچانا چاہتے ہیں تو وہ سامنے آئیں اور اپنا کردار ادا کریں۔ بظاہر چند ہی صورتیں ممکن ہیں:

الف...... مخیّرین یا ٹرسٹی حضرات خود یہ خدمات سرانجام دیں اور ہم سے بلا معاوضہ کام لیں۔

ب...... وہ اپنی نگرانی یا ہمارے اعتماد پر ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ تاکہ ہم اس قابل بن سکیں کہ ان خدمات کو صحیح نہج پر کر سکیں اور اسلام و ملک کی سالمیت یقینی ہو۔

ج...... بڑے دینی حضرات و ادارے اور مخلص مخیّرین و اہل ثروت مکران ڈویژن کو دوسرا مشرقی تیمور بننے سے قبل ملک اور وہاں دین اسلام کی بقاء کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کریں۔ جس کے لئے اپنے اعتماد کے افراد متعین کریں یا ہم سے اس سلسلے میں خدمات لے لیں۔ ہم کوئی ٹرسٹ قائم نہیں کر سکتے۔ وہ بڑے حضرات ہیں ہماری سرپرستی کریں۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس زڑہ میانہ

ختم نبوت کانفرنس کا سالانہ اجتماع عام جامعہ ضیاء العلوم میں زیر صدارت مولانا عبدالباقی شاہ صاحب منعقد ہوا۔ مقامی علماء کرام کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب امیر مجلس اسلام آباد، مولانا محمد طیب صاحب مبلغ اسلام آباد، مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر مجلس سرحد، مولانا نورالحق نور ناظم مجلس سرحد، مولانا صاحبزادہ بشیر احمد صاحب پیر سیاق نے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور کذاب مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی کے پیروکاروں کے کفریہ عقائد اور اس غیر مسلم اقلیت کی ارتدادی سرگرمیوں اور حکومت کی اس پر چشم پوشی پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ حالات کا تقاضا ہے کہ علماء کرام مشائخ عظام اور عام مسلمان حضرت خواجہ خواجگان الحاج مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ امیر مرکزیہ کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے متحد ہو کر مثبت انداز میں مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانے کا فریضہ ادا کریں۔ اس سلسلہ میں مقررین نے عالمی مجلس کی اندرون ملک اور بیرون ملک تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا زڑہ میانہ کی کانفرنس اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مقررین نے کہا کہ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں نے قادیانیوں کے کفر کو واضح کر دیا ہے۔ آج اگر کوئی نشہ اقتدار یا اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر اس قانون میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کرنے کی جسارت کرے گا تو ہم مسلمان مقدس خون شہداء یمامہ اور شہداء تحاریک ختم نبوت تحفظ ناموس رسالت کے مقدس اور پاکیزہ سرخ خون کی قسم ہم ہاتھ اٹھا کر اعلان کرتے ہیں۔ ہم حضرت صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے۔ مال وجان عزت وآبرو سب کچھ محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس پر قربان کرتے ہیں۔

جلسہ کا جوش وخروش قابل دید تھا۔ کانفرنس صبح آٹھ بجے شروع ہو کر ظہر دو بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب کے خطاب اور دعاء پر ختم ہوئی۔ مولانا محمد طیب صاحب کی اردو تقریر اور مولانا صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی اردو اور پشتو زبان کے مشترکہ خطاب کے علاوہ سارا پروگرام پشتو زبان میں ہوا۔ الحمدللہ کانفرنس منتظمین کے حسن انتظام کے باعث علاقہ میں ہر طرح سے یہ اجلاس کامیاب ترین اجتماع تھا۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ پنو عاقل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب دوروزہ تبلیغی دورے پر پنو عاقل تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے اپنے قیام کے دوران مختلف پروگراموں میں شرکت کی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

یکم دسمبر 2006ء کو جامع مسجد عیدگاہ میں خطبہ جمعہ اور بعد نماز مغرب صالح مسجد جبکہ بعد نماز عشاء مسجد خلفاء

راشدینؓ میں تفصیلی بیان ہوا۔ 2 دسمبر 2006ء کو متصل نماز فجر درس قرآن مرکزی جامع مسجد میں بیان فرمایا۔ جبکہ بعد نماز ظہر قادریہ مسجد اور بعد نماز عصر سندھ کی معروف دینی درسگاہ جامعہ حمادیہ مدینۃ العلوم میں علماء، اساتذہ، طلباء اور عام نمازیوں سے فکرانگیز بیان فرمایا۔

مولانا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی لگا کر حکمرانوں نے قادیانیت نوازی کی ناکام کوشش کی ہے۔ ایسے واضح اشارے مل رہے ہیں کہ حدود اللہ کے بعد ناموس رسالت ایکٹ میں بھی ترمیم کرنے کی سازش تیار ہو رہی ہے۔ حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے حدود اللہ اور ناموس رسالتؐ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ کیونکہ اس راستے میں آنے والی صعوبتوں کو مسلمان سعادت اور نعمت سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا نے جناب شاہد حسین عاربی، عبدالسلام شیخ، شیخ بلال احمد اور عبدالخالق شیخ کی جانب سے دیئے گئے اعزازیوں میں بھی شرکت کی۔ ان کا دورہ نہایت ہی کامیاب رہا۔

حضرت مولانا محمد فیاض مدنی کا تبلیغی دورہ ضلع خیرپور میرس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ ضلع خیرپور میرس سندھ کے مبلغ حضرت مولانا محمد فیاض مدنی نے گذشتہ دنوں اندرون سندھ ضلع نوشہرو فیروز، گوٹھ رب رکھیو سولنگی، بھریاسٹی، مورو کوٹ لالو، پڈعیدن، باندھی، محبت ڈیرو گوٹھ، دوڑ وغیرہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا نے اپنے دورے کے دوران جن مساجد میں درس دیا۔ ان میں مدرسہ نور الہدیٰ گھیر وروڈ مورو، جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ مورو، جامع مسجد صدیقیہ نوشہرو فیروز، مدرسہ جامعہ قاسم العلوم کوٹ لالو، جامع مسجد فاروقیہ دوڑ، مدرسہ عزیزیہ باندھی میں مولانا نے اساتذہ سے ملاقات کی۔ محبت ڈیرو گوٹھ میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔ فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کو پھیلنے سے روکا جائے۔

قادیانیوں کا قبول اسلام

جامع مسجد کینال کالونی راجن پور کے خطیب مولانا علی محمد صدیقی کے ہاتھ پر جمعۃ المبارک کے موقع پر سینکڑوں افراد کی موجودگی میں قادیانی حضور بخش نے اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر حضور بخش نے لوگوں کی موجودگی میں کلمہ شریف پڑھ کر قادیانیت کو ترک کرنے کا اعلان کیا۔

راجن پور کے علاقہ بستی جاگیر گبول میں حضور بخش دریشک نے مرزائیت سے توبہ تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔

اسی طرح راجن پور شہر میں قادیانی عورت رانی کنول نے مرزائیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا ہے۔

راجن پور کے ضلعی امیر حضرت مولانا حافظ علی محمد صاحب محمد یوسف نقشبندی مبلغ ختم نبوت ضلع راجن پور، حافظ فاروق احمد قریشی، نور اللہ قریشی، مولانا حافظ محمد رفیق گبول، حافظ صدیق احمد طارق نے ان دونوں کو اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی۔

(بقیہ صفحہ 28 پر)

کربلا کے بعد

لایا جو خوں رنگِ دگر کربلا کے بعد
اُونچا ہُوا حُسینؓ کا سَر کربلا کے بعد

پاسِ حرم، لحاظِ نبوّت، بقائے دِیں
کیا کچھ تھا اُس کے پیشِ نظر کربلا کے بعد

اے رہ نوردِ شوقِ شہادت ترے نثار
طے ہو گیا ہے تیرا سفر کربلا کے بعد

آباد ہو گیا حرم ربِّ رسُولؐ کا
وِیراں ہُوا بتُولؓ کا گھر کربلا کے بعد

ٹُوٹا یزیدیت کی شبِ تار کا فسُوں
آئی حُسینیت کی سَحَر کربلا کے بعد

اِک وُہ بھی تھے کہ جان سے ہنس کر گزر گئے
اِک ہم بھی ہیں کہ چشم ہے تر کربلا کے بعد

جوہرؔ کا شعر صفحۂ ہستی پہ ثبت ہے
پڑھتے ہیں جس کو اہلِ نظر کربلا کے بعد

"قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

مولانا محمد علی جوہرؔ

احتساب قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکابرین کے رد قادیانیت پر رسائل کے مجموعہ جات کو شائع کرنے کا کام شروع کیا ہے، چنانچہ احتساب قادیانیت ✪ جلد اول، مولانا لال حسین اخترؒ ✪ جلد دوم، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ✪ جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ ✪ جلد چہارم، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ✪ جلد پنجم، حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ✪ جلد ششم، قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی ✪ جلد ہفتم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ✪ جلد ہشتم، نہم، حضرت مولانا محمد ثناء اللہ ✪ جلد دھم، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ ✪ جلد یازدہم، دوازدہم، جناب بابو پیر بخشؒ ✪ جلد سیزدھم حضرت مولانا محمد شفیعؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ ✪ جلد چہاردھم، جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی اے ✪ جلد پانزدھم، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ✪ جلد شانزدھم، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ✪ جلد ہفدھم، حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ، حضرت مولانا نور محمد خان ٹانڈویؒ کے رسائل کے مجموعہ پر مشتمل ہیں جو کہ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ ان تمام اکابرین امت کے فتنہ قادیانیت کیخلاف رشحات قلم کا مطالعہ آپکے ایمان کو جلا بخشے گا۔

نوٹ: قیمت مکمل سیٹ 1700 روپے ہے، ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا۔

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی مطبوعات

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم، احسان وتوفیق، عنایت ورحمت سے فتاویٰ ختم نبوت کی جلد اول، اور جلد دوم کے بعد اب جلد سوم (آخری) جلد پیش خدمت ہے، جلد اول میں ۲۹ کتب فتاویٰ جات سے ردقادیانیت کے فتویٰ جات کو یکجا تبویب کر کے شائع کیا تھا، دوسری جلد میں ان ۲۱ رسائل وکتب فتاویٰ جات کو یکجا کیا گیا جو فتوے علیحدہ علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہوئے تھے، پہلی جلد جون ۲۰۰۵ء، دوسری جلد ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور تیسری جلد فروری ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

☆……فتویٰ ختم نبوت جلد اول کے صفحات	۵۳۴	☆……فتویٰ ختم نبوت جلد دوم کے صفحات	۵۲۱
☆……فتویٰ ختم نبوت جلد سوم کے صفحات	۲۷۲	☆……میزان	۱۳۲۷

رب کریم کے کرم کو دیکھیں کہ قادیانی فتنہ کے خلاف پہلا فتویٰ سن ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوا، سوا سو سال بعد ان تمام فتویٰ جات کو جمع کیا گیا تو اس کے صفحات کی تعداد بھی حذف کسر کے بعد ۱۳۰۰ قرار پائی۔

اس تیسری جلد میں ۱۴ رسائل شامل ہیں، ان رسائل میں "قادیانی ارتداد" کی شرعی وقانونی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔

قیمت جلد اول -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

قیمت جلد دوم -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

رئیس قادیان

تالیف

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ

قیمت -/100 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

مصنف نے قادیانیت کے بانی کی لن ترانیوں کا طلسم توڑا ہے، اس کتاب میں مرزا قادیانی کی دکان آرائی کے صحیح واقعات منظر عام پر آگئے ہیں، ابواب کی ترتیب میں عموماً واقعات کی ترتیب کے وقوع کا لحاظ رکھا ہے، حصہ اول کے ۲۷ ابواب اور حصہ دوم کے ۹۹ ابواب ہیں، مرزا قادیانی کے لڑکپن، بھولپن، جانی، حیوانی، بڑھاپا، سیاپا کے تمام تر مستند واقعات درج ہیں، مرزا قادیانی کی پیدائش سے وفات تک کے تمام واقعات ایسے دلنشین انداز میں بیان کیے ہیں کہ پڑھنے سے واقعات کی فلم آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے، کتاب اردو ادب کا مرقع ہے، عمدہ کتابت، بہترین طباعت، کاغذ سفید عمدہ۔

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی نئی تصنیف

فراق یاراں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے ایک سو منتخب مضامین کا مجموعہ جو آپ نے وقتاً فوقتاً پاک وہند کے علماء، مشائخ، اکابر ومعاصر حضرات کی وفیات پر قلم بند کیے، کتاب تین صد صفحات پر مشتمل ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسے دیکھتے ہی پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے چشم پرنم سے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے انتساب کی مکمل عبارت سماعت فرمائی۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے مل سکتی ہے، براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے بھی منگوائی جاسکتی ہے۔

قیمت -/60 روپے ڈاک خرچ -/40 روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲